

کسی بحث علم کو شروع کرنے سے پہلے چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے

۱) تعریف (۲) موضوع (۳) غرض و غایت (۴) وجہ تسمیہ

۵) تشریف۔ اصول فقہ کو تعریف و ملحوظ سے بحث گئی ہے

۱) حداثہ (۲) حد لفظی

حداضافی = یہ ہے کہ مضاف کو علیحدہ تعریف کرنا اور مضاف الیہ کو

علیحدہ تعریف کرنا جیسے لفظ اصول کو علیحدہ اور فقہ کو علیحدہ

اصول = یہ اصل کو جمع ہے اور اصل کا لغوی معنی یہ ہے

ما یستنیٰ علیہ غیرہ جس پر کسی شے کو بنیاد رکھی جائے

اصطلاحی معنی تین ہیں (۱) قاعدہ (۲) راجع (۳) دلیل یعنی اصل بمعنی

کسی قاعدہ کے کسی اصل بمعنی راجع کے کسی اصل بمعنی دلیل کے استعمال ہوتا ہے

حوال = یہاں پر کونسا معنی مراد ہے؟

ج = یہاں پر اصل بمعنی دلیل کے ہے یعنی فقہ کے دلائل

حوال = آپ کے پاس کیا قرینہ ہے کہ یہاں اصل بمعنی دلیل کے ہے

ج = قاعدہ ہے کہ جب لفظ اصل کو اضافت کسی علم کو طرف ہو

تو یہ اصل بمعنی دلیل کے ہوتا ہے

فقہ = اس استعداد راخذا کا نام ہے جسکو وجہ سے مسائل شرعیہ کا علم آتا ہے

حد لفظی = یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کے مجموعے کو تعریف کرنا

اصول فقہ = ان قوانین کا نام ہے جن کے ذریعے سے احکام شرعیہ کے دلائل

جائے جاتے ہیں

موضوع = اصول فقہ کے موضوع چار چیزیں ہیں

۱) کتاب اللہ عزوجل (۲) سنت رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع امت (۴) قیاس

کتاب اللہ عزوجل تقریباً 500 آیات اصول فقہ کے متعلق ہیں باقی قصص وغیرہ پر

سنت رسول ﷺ میں تقریباً 2000 احادیث اصول فقہ کے دلائل ہیں

اجماع امت = صحابہ کرام علیہم السلام کے زمانہ سے سیکر آج تک کسی حکم شرعی پر

کے بھلے زمانے میں علماء مجتہدین کا جمع ہونا اور انکی تعداد اتنی ہو کہ جن کا

جوہر ہر متفق ہوتا حال ہو۔

اس مسئلہ کہ حکم شرعی قرآن و سنت سے نہ ملے مگر کسی علت مشترکہ کے وجہ سے اس مسئلے پر قرآن و سنت والا حکم لگا دینے کو قیاس کہتے ہیں۔

(۳) غرض و غایت سے = اصول فقہ کا علم حاصل کر کے سعادت و عافیت حاصل کرنا
(۴) وجہ تسمیہ = اصول فقہ کا مطلب ہے فقہ کے دلائل چونکہ اس میں دلائل سے بحث ہوتی ہے اس لیے اسے اصول فقہ کہتے ہیں

۲

الحمد = میں الف لام استفراق کا ہیں سو سنتا ہے اور جنس کا بھی
للہ = میں لام اختصا کا ہے۔

الحمد میں الف لام اگر استفراق کا بنائیں تو مطلب ہوگا = افسر و حمد اللہ تعالیٰ کے خاص ہو
اگر جنس کا سراد ہو تو مطلب ہوگا = اچھا اس حمد اللہ کے لیے خاص ہیں
بکریم خطابہ = یاد پر صفت ک اضافت ہے موصوف کے طرف اور بسا اوقات
ایسا ہو جاتا ہے اصل میں تھا خطابہ الکریم

کریم = کے کئی معانی ہے ① وہ شے جس کا نفع کمیشن ہو
② = کریم بہن سنی ③ شریف ④ معزز
جملہ ک دلیل = یعنی عبارت میں فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مومنین کے مرتبے کو
بلند فرمایا اپنے خطاب مکرم کے ساتھ جیسے و انتہی الاعلوی

کفار کو خطاب تو حین یا ایہا الدین کفر و
رفع = اپنی کتاب کے معانی کے جاننے والوں کے درجات کو بلند فرمایا
دلیل = العلماء و مرشئ الانبیاء

المستنبطین = یہ استنباط سے اس کا معنی ہے کنوئیں کو کھود کر پانی نکالنا
اسکا یہ حقیرات بھی قرآن و سنت کے وجہ سے ہوئے مسائل نکال کر
ظاہر کرتے ہیں۔

نقطہ = جس طرح استنباط کرنے والا کنوئیں سے پانی ظاہر کرتا ہے خود نہیں بناتا
اسکا یہ حقیرات بھی وجہ سے ہوئے مسائل ظاہر کرتے ہیں نہ کہ خود سے
بناتے ہیں۔

یعنی مستنطین حفرات اگر مسئلہ قرآن و حدیث سے پہلے
 انہیں کہیں تو ڈبل ثواب ملے گا اگر مسئلہ غلط اخذ کریں تو سنگل ثواب ضرور
 ملے گا

والصلوة = صلوة کا لغوی معنی دعا ہے اصطلاحی معنی میں تفصیل ہے
 (۱) صلوة کس نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو صراط رحمت ہوگی
 (۲) صلوة کس نسبت جب ملائکہ کی طرف ہو تو صراط استغفار ہوگی
 (۳) صلوة کس نسبت جب بندوں کی طرف ہو تو صراط طلب رحمت ہوگی
 (۴) صلوة کس نسبت جب حیرند و پیرنگ کی طرف ہو تو صراط تسبیح و تہلیل ہوگی
 سوال = صلوة کا معنی آپ نے دعا کیا ہے تو قاعدہ ہے دعا کا صلہ جب علی
 ہو تو وہ بددعا کے معنی میں ہوگا لیکن دعا علی کے واسطے سے مہدعا ہو
 تو معاذ اللہ مصنف علیہ الرحمہ نے بددعا کی ہے

ج = ① یہاں پر علی دعا کا صلہ نہیں بلکہ نازلہ کا صلہ ہے
 ② جب بذات خود دعا کا مصنف علی کا صلہ ہو تو وہ بددعا کے معنی میں ہو
 ③ نبی اور رسول کے اندر دو مشہور مذہب ہیں۔

1 = نبی اور رسول میں نسبت تساوی کا ہے یہ رسول نبی پر نبی رسول ہے
 دلیل = امنت باللہ و ملکتہ و کتبہ و رسولہ

2 = عام خاص مطلق کی نسبت ہے رسول خاص ہے نبی عام ہے
 دلیل = رسول وہ ہوتا ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے بھیجا گیا ہو اور نبی کفار
 اور شریعت کے کرائے جہلہ نبی کے لیے نئی کتاب و شریعت ضروری نہیں
 ہے بلکہ شریعت پر عمل کرتا ہے

سوال = مصنف علیہ الرحمہ نے علی النبی کہا علی الرسول کہا دیتے
 ج = قرآن پاک کی اتباع کرتے ہوئے علی النبی کیا جیسا کہ قرآن پاک
 میں ہے یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

انحار کے = یہ صاحب کی جمع ہے جیسے اظہار طاہر کی جمع ہے

فائدہ - شیک لوگوں کے لیے بطور دعا جانو لفظ استعمال ہوتے ہیں

(۱) صلوٰۃ - مستقل طور پر انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے بولا جاتا ہے

(۲) سلام = انبیاء اور ملائکہ کے مستقل طور پر بولا جاتا ہے یعنی مشترک

(۳) ترحم = مستقل طور پر محابہ کرام علیہم السلام کے لیے

(۴) ترحم = مستقل طور پر اولیاء کرام علیہم السلام کے لیے

سوال ہے - سلام انبیاء اور ملائکہ کے لیے مشترک ہے لیکن ہمارے امام اعظم کے لیے کیوں استعمال کیا ہے

ج ۱۱ سلام کا لفظ مشترک ہے یہ مذہب جمہور کا ہے اور بعض کے نزدیک اولیاء

کے لیے بھی جائز ہے جو سکتا ہے صنف بعض میں سے ہوں

۲ = شرط محبت میں آکر سلام کا لفظ بولا دیا ہو

اگر حنیفہ کے لفظ سے فائدہ معلوم ہوا کہ آپ تابعی ہیں وہ اس طرح

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان ہوئی، پھر علیہ السلام کا ذکر ہوا، پھر محابہ کرام

اور ان کے بعد تابعین کا درجہ ہے لہذا ہمارے امام اعظم علیہ الرحمہ کا تابعی ہونا

ثابت ہو رہا ہے

(۲) فائدہ - یہاں سے براعتہ استیلال حاصل ہو رہی ہے = براعتہ استیلال سے

کہتے ہیں کہ خطبے کے اندر ایسے الفاظ کو ذکر کرنا جن سے مقصود کتاب کی طرف

اشارہ ہو تو امام اعظم علیہ الرحمہ کے فکر سے مفرد کے دلائل کی طرف اشارہ ہو رہا ہے

۳

بعد کی تحقیق = لفظ بعد معنی برہم ہے

سوال ہے - بعد اکم ہے اور اکم کے اندر اصل یہ ہے کہ وہ معرب ہو جبکہ آپ

نے اسے معنی بنایا ہے

ج ۱ = مرقی اکم کے اندر اصل یہ ہے کہ وہ معرب ہو لیکن اکی کے ایک طریقہ

ہے کہ وہ معنی الاصل کے مشابہ نہ ہو جبکہ بعد مشابہ ہے حرف کے

جس طرح حرف ضم ضمیم کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح بعد اپنے صفات الیہ

کا محتاج ہوتا ہے

سوال مبنی کے اندر اصل یہ ہے کہ وہ مبنی علی السکون ہو جبکہ اگر مبنی علی الحركة ہو
 7۔ مبنی الاصل کے اندر اصل یہ ہے کہ وہ مبنی علی السکون ہو لیکن مبنی غیر اصل یعنی جو متناہ
 ہو اس کے اندر اصل یہ ہے کہ وہ مبنی علی الحركة ہو لہذا بعد مبنی غیر اصل ہے
 سوال = مبنی علی الحركة میں رکھنا تھا تو فتح و دیتے جو اخف الحركة ہے عند یوں دیا
 8۔ بعد کے صنف الیہ کے حذف کرنے کی وجہ سے جد سے زیادہ تخفیف آگئی تھی
 زائے کمی پوری کرنے کے لیے عند نے دیا تاکہ توازن اور تناسب برقرار رہے
 قائلے = اس فاء میں جار احوال ہیں۔

1۔ تفریعیہ 2۔ تفصیلیہ 3۔ تعلیلیہ 4۔ جزائیہ
 سوال = یہاں پر فاء کوئی بناؤ گے اگر تم کہو کہ یہاں پر فاء
 تغلیبہ = ہے تو غلط تفریعیہ نہیں بنا سکتے یوں اس سے پہلے کسی قاعدہ
 ضابطہ کا یونا ضروری ہے جبکہ یہاں پر قائدہ ضابطہ پہلے ذکر میں نہیں ہوا
 جیسے۔ کل فاعل مرفوع فاعل مرفوع فی ضرب زید
 تفصیل = وہ ہے جس سے پہلے اجمال ہوتا کہ فاعل کا بعد تفصیل میں سکتے
 تعلیل = وہ ہے جبکہ فاعل ماقبل کی علت بنے
 جزائیہ = وہ ہے جس سے پہلے شرط مذکور ہے لہذا تم چاروں میں سے کوئی بناؤ
 7۔ یہاں پر فاء جزائیہ ہے یہی بات شرط کی تودہ موجود ہے بعد سے
 پہلے آقا علیہ السلام
 اصول الفقہ =

سوال = یہاں پر اصول کی اضافت فقہ کی طرف اضافت لایہ
 ہے اور یہ تخصیص کا فائدہ دیتی ہے مطلب یہ ہوگا کہ یہ چاروں ہی فقہ کے ہیں اصول
 میں حالانکہ یہ علم کلام کے بھی اصول ہیں
 1۔ یہاں پر فقہ بمعنی فقہ کے الوجهۃ کا لفظ الکلمات کی دلیل ہے
 کہ ان چاروں کا مجموعہ اصول فقہ اگر ایک بھی خارج کر دیا جائے تو وہ اصول فقہ نہ رہا
 فقہ بمعنی شرع کے ہے اور شرع عام ہے اور یہ فقہ اور علم کلام کو
 شامل ہے 2۔ ضروری نہیں کہ جمادات بھی اضافت لایہ ہو تخصیص کا فائدہ دیتی ہے
 بلکہ بسا اوقات محض تعلق کے لیے بھی آتی ہے جیسے زید الرب کے اس کلمہ مطلب نہیں زید
 کسی اور کا باب نہیں بلکہ یہاں ہوتا ہے۔ اسی اصول فقہ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی اور کے اصول نہیں

اربعۃ =

سوال = ہم نہیں مانتے کہ اسکے اصول جاری ہیں بلکہ تو سونے جا ہیں کیونکہ بعض احکام سابقہ شرائع سے بھی ثابت ہیں اور وہ دلیل بن لینا یا بیچ سونے جا ہیں۔
ج = سابقہ شرائع در حال سے خالفے نہیں یا تو قرآن و حدیث میں ان کا ذکر ہوگا یا نہیں اگر ذکر ہے تو یہ درزبور یعنی کتاب اللہ سنت رسول یہ اصول فقہ میں شامل ہیں اگر سابقہ شرائع کا قرآن حدیث میں ذکر نہیں تو نہ ہو ضرور۔

سوال = اصول فقہ جاری نہیں بلکہ یا بیچ ہیں کیونکہ بعض احکام تعامل ناس سے بھی ثابت ہیں۔
ج = تعامل ناس کا مطلب یہ ہے کہ امت کا کسی مسئلے پر متفق ہونا کسی کا وکرا نام اجماع ہے۔

سوال = جاری نہیں بلکہ یا بیچ ہیں کیونکہ بعض احکام قول محاب سے بھی ثابت ہیں۔
ج = قول محابی دیکھیں گے کہ وہ قیاس کے مطابق ہے یا نہیں یعنی اگر عقل تسلیم کرے تو قیاس ورنہ حدیث ہوگا کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ انہوں نے وہ قول ضرور سرکار علیہ السلام سے ہی سنا ہوگا۔

سوال = اصول فقہ کے وجہ حصر کیا ہے

ج = مجتہد جس سے مسئلہ ثابت کرے گا دیکھیں گے وہ مرہی ہے یا غیر مرہی اگر مرہی ہے تو درمور نہیں متلو ہوگے یا غیر متلو اگر متلو ہے تو کتاب اللہ اگر غیر متلو ہے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر غیر مرہی ہے تو دیکھیں گے کہ وہ دلیل اجتہاد سے ہے یا غیر اجتہاد سے اگر اجتہاد سے ہے تو درمور نہیں ہیں کہ کل کا اجتہاد چھوٹا ہے یا بعض کا اگر سب کا اجتہاد ہے تو اجماع اگر بعض کا اجتہاد ہے تو قیاس اگر غیر اجتہاد ہو تو نہ ہو ضرور۔

→

اجماع الامة میں الامة میں الف لام عمد خارجی کا ہے یعنی اس امت کے علماء کا اجماع مراد ہے۔
القیاس = سے مراد قیاس شرعی ہے نہ لغوی اور منطقی۔

سوال = ایک بحث میں کتاب کو ذکر کیا باقی تو کیوں نہیں یعنی کتاب اللہ کو باقی اصولوں پر مقدم کیوں کیا۔

ج = اس کے چار جواب ہیں

(۱) کتاب اللہ اصل ہے باقی تینوں فرع ہیں اصل فرع پر مقدم ہوتی ہے

(۲) کتاب اللہ قطعی ہے اور اجماع امت اور قیاس ظنی ہے حدیث میں بعض

احادیث قطعی ہیں بعض ظنی ہیں یعنی جو احادیث متواترہ ہے وہ قطعی ہیں

(۳) اور جو خبر واحد ہیں وہ ظنی ہیں لہذا قطعی ظنی پر ترجیح دیتا ہے

(۴) محفوظ النظم کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے باقی تینوں

غیر محفوظ النظم ہیں لہذا محفوظ النظم کو غیر محفوظ النظم پر اہمیت حاصل ہے

(۵) کتاب اللہ متلو ہے باقی غیر متلو لہذا ہر لحاظ سے کتاب اللہ مقدم ہے

سوال = فصل فی النماص والاعمال ہمارے مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب کی تعریف کی ہے

لیکن تقسیم شروع کر دی حالانکہ اس کی تعریف پہلے ہوتی ہے تقسیم بعد میں

ج = کتاب اللہ کی تعریف مشہور ہے شہرت پر اتفاق کرتے ہوئے اس کو ذکر نہیں کیا

تشریف کے =

۱۔ الكتاب مصو القرآن المختار علی الرسول المکتوب فی المصاحف

منقول عنہ نقل متواتر بلا شبہ

کتاب اللہ وہ قرآن ہے جو نازل کیا رسول پر جو کہا گیا مصاحف یعنی لوح محفوظ پر

جو نقل کیا گیا نقل متواتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے

نقل متواتر = جس کو آٹھ کثیر جماعت نقل کرے کہ اس کا جوت پر جمع ہونا محال ہو

فائدہ = تعریف کے اندر اجناس بھی ذکر کی جاتی ہیں اور فصول بھی

اجناس کے ذکر آغیار شامل ہو جاتے ہیں اور فصول کے ذکر سے اغیار

خارج ہو جاتے ہیں تاکہ تعریف جامع مانع بن جائے۔

اجناس = جو تمام کو شامل ہو فعل جو اگر غیروں کو خارج کر دے

القرآن ہے۔ یہ بمنزل جنس کے ہے اس لیے ثبات سے قرآن و فہم سے

مصدر ہے مقررہ پر مصداقہ والا اسی طرح ساری کتابیں پڑھ جاتی ہے

یا تو یہ ہے قارئین یقارن سے مقارن ہے ملے سورت الفاظ اسی طرح ساری کتابوں کے

الفاظ آپس میں ملے سورت ہیں لہذا قرآن جنس ہے جو تمام کتابوں کو شامل

ہے اب الکی تشریف عام ہے تب بنے گئے جب فضوں ذکر کریں گے

المکتوب فی المصاحف = جب کیا تو غیر آسمانی کتابیں نکل گئیں

المنزل علی الرسول = جب کیا تو الرسول پر الف لام عہد خارجی کا ہے

تو باقی رسولوں پر جو کتابیں نازل ہوئیں وہ نکل گئیں

المنقول عنہ نقلاً متواتر = سے وہ آیات جو بطریق شریعت یا بطریق احاد

ثابت ہیں وہ نکل گئیں جیسے وہ آیات مندرجہ ذیل ہیں

(۱) الشیخ والشیخۃ اذا زینا خارجاً موصاناً کلاً لآقسن اللہ

(۲) فلقطعوا ألبانہما (۳) فضنة من ایم افر - متقابعات

بلا شہادۃ علیہ سے فصل نہیں بلکہ المنقول کی تاکید ہے

سوال = خاص اور عام کو ایک ہی فصل کے اندر کیوں ذکر کیا

ج = دونوں کو ماضی نے وضع ایک معنی کے لیے کیا ہے اسی وجہ سے ایک فصل میں ذکر کیا

سوال = خاص کو عام پر مقدم کیوں کیا =

ج = الزامی = اگر ہم عام کو مقدم کرتے تو پھر بھی آپس میں سوال کرتے

تحقیق حجاب = یہ بات ٹھیک ہے کہ ماضی نے وضع دونوں کو ایک معنی کے لیے

کیا ہے لیکن خاص کا معنی واحد عام نہیں ہوتا اور عام کا معنی واحد عام ہوتا ہے

لہذا خاص بمنزل مفرد کے ہے اور عام بمنزل مرکب کے ہے

اور مفرد مرکب پر مقدم ہوتا ہے

فانخاص = لفظ مرفوع بمعنی معلوم اور اسمی معلوم علی الانفراد

خاص = لفظ جکو مرفوع کیا گیا معنی کے لیے ایسا معنی جو معلوم ہو جیسے ثلاثہ کا معنی تیر یا ایسے شخص کے لیے جو معلوم ہو جیسے زید

مفادہ = تعریف کے اندر جناس اور فصول ذکر کی جاتیں اجناس کے ذکر سے
اختیار شامل ہوجاتے ہیں فصول کے ذکر اختیار خارج ہوجاتے ہیں

لفظ = یہ بمنزل جنس کے ہے تمام الفاظ شامل ہو گئے ہونوعہ اور مہملہ
وضع = کیا تو الفاظ مہملہ نکل گئے کہ وہ مرفوع نہیں کیے جاتے

معنی معلوم = معلوم سے مراد کیا لوگے معلوم المراد یا معلوم البیات
⑩ اگر معلوم المراد ہو تو مطلب ہوگا کہ خاص وہ لفظ ہے جو وضع کیا گیا ہو ایسے
معنی کے لیے جبکہ مراد معلوم ہو اس سے مشترک نکل گیا کیونکہ اسکی مراد
اولاً معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اس کے کئی معانی ہوتے ہیں

⑪ اگر معلوم البیات ہو تو مطلب ہوگا خاص وہ لفظ جو وضع کیا جائے ایسے معنی کے لیے
جو معنی لفظوں سے ظاہر ہو اس سے مشترک نہیں نکلے گا کیونکہ اس کا

معنی بھی لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے پھر علی الانفراد کے قید فائدہ دے گی
⑫ لحاظ سے یا تو وہ معنی تمام افراد سے منفرد ہوگا تو اس سے عام نکل گیا

کیونکہ وہ تمام افراد کو شامل ہوتا ہے منفرد یعنی علیحدہ نہیں ہوتا
⑬ یا معنی آفر سے منفرد ہوگا تو اس سے مشترک نکل گیا کیونکہ مشترک
کا معنی مفرس سے منفرد نہیں ہوتا۔

بقولنا =

تخصیص یعنی خاص کے اقسام تین ہیں
تخصیص فردی = وہ ہے افراد میں سے ایک فرد کو خاص کرنا جیسے زید

تخصیص نوعی = وہ ہے انواع میں سے ایک نوع کو خاص کرنا جیسے رجل
تخصیص جنسی = وہ ہے اجناس میں سے ایک جنس کو خاص کرنا جیسے انسان

سوال :- منطق میں نوع کی مثال اشخاص اور بیانات رجل منطق میں جنس کی

مثال حیوان ہے یہاں اشخاص ایسا کیوں

ج = ① منطق مبالغوں کی اپنی اصطلاح ہے یعنی ہر علم دانوں کی اپنی اپنی اصطلاح ہے

② منطق حضرات حقائق سے بحث کرتے ہیں اصول فقہ والے اغراض سے بحث

کرتے ہیں منطق کے نزدیک

کلی نوعی = وہ ہے جو کثیرین پر بولی جائے جن کی حقیقت متفق ہوں تو انسان

کی حقیقت حیوان مطلق ہے اور وہ متفق ہیں -

جنس = وہ ہے جو کثیرین پر بولی جائے جن کی حقیقت مختلف ہوں حیوان

اصولوں کے نزدیک -

کلی نوعی = وہ ہے جو کثیرین پر بولی جائے جن کے اغراض متفق ہوں رجل

کی غرض متفق ہیں اگر اشخاص کہہ دیتے تو عورت بھی شامل ہو جاتی

جنس = وہ کلی ہے جو کثیرین پر بولی جائے جن کے اغراض مختلف ہوں انسان

اس میں مرد و عورت دونوں آ رہیں گے کیونکہ اغراض مختلف ہیں

الحام = یہ وہ لفظ ہے جو افراد کی ایک جماعت کو شامل ہو

لفظاً جیسے حکومت شہزادہ معنی میں سن اور قہا

حکم الخاص =

خاص کا حکم یہ ہے کہ جس پر عمل کرنا واجب ہے

یقینی طور پر اگر اسی کے مقابلے میں خبر واحد یا حدیث قیاس آجائے

اب اگر ان دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو اس طرح کے خاص میں کوئی

تبدیلی نہ ہو تو یقیناً بہما دونوں پر عمل کیا جائے گا

اگر دونوں پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو کتاب اللہ کے خاص پر عمل

کریں گے اور خبر واحد یا قیاس کو چھوڑ دیں گے

6

حکم کے کئی مثالیں مذکور کریں گے -

مقالہ فی قولہ تعالیٰ: یترکھن بالنفس ثلاثہ قمرہ

وہ عورتیں جن کو طلاق دے جائے وہ رکت رکھیں اپنے آپ کو تین قمرہ

تین قمرہ = ۵ لفظ ثلاثہ خاص ہے اسکو واضح کرنے میں رفع عدد معلوم کے لیے لکھا ہے جو ۵ سے کم اور دو سے زائد ہر حالات کرتا ہے

(۲) لفظ قمرہ یہ قمرہ کی جمع ہے اور مشترک ہے حیض اور طہر میں

(۳) طہر مذکر ہے حیض مؤنث ہے

مقالہ = مطلقہ عورت کی عدت کی مدت میں اختلاف ہے

امام شافعی علیہ الرحمہ امام اعظم علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ مطلقہ عورت کی عدت کی مدت تین حیض ہے

دلیل ثلاثہ قمرہ کیونکہ قمرہ کا لفظ مشترک ہے یہاں قمرہ سے مراد طہر ہے

سوال = قمرہ سے مراد حیض کیوں نہیں لیا

ج اس لیے کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ ۳

بیکرا تک کی تمیز خلاف قیاس آتی

ثلاثہ عدت ہے قمرہ کو مذکر ہے

پس گئے یعنی اگر حیض مراد لیں

تو یہ قیاس کا خلاف کرنا لازم آئے گا

یوحی ہے کہ وہ اس طہر کے بعد وہ

طہر مراد لیتے ہیں یا ۲ اگر ۲ میں

کو یہ ۲ بنتے ہیں اگر اکے بعد ۳

مراد لیں ۳ یا ساڑھے تین مراد

ہو گئے تو اس صورت کے اندر

کتاب اللہ کے خاص لفظ ثلاثہ ہر عمل نہیں ہوگا لہذا امام شافعی علیہ الرحمہ

کی قیاس کردہ کتاب کے مقابلے میں آگیا لہذا اسکو چھوڑ دیا جائے

گا اور کتاب اللہ کے خاص ہر عمل کیا گیا ہے

یہاں قمرہ سے مراد حیض ہے

فیصر ج علی ر هذا = مرد نے ایک طلاق دی اور تیسرا صنف حل رہا تو کو وقت

امام شافعی علیہ الرحمہ

عومسائل متفرع ہوں گے امام اعظم علیہ الرحمہ

- | | |
|--|---|
| <p>① عدم رجوع کا حکم</p> <p>② غیر کے ساتھ نکاح کے صیغہ یونیکا حکم</p> <p>③ عورت کو قید نہ کرنے ریا نش</p> <p>④ نفقہ کے انتظام نہ کرنے کا حکم</p> <p>⑤ خلع کا حق نہیں</p> <p>⑥ طلاق مزید نہیں دے سکتا</p> <p>⑦ حارہوں سے نکاح صیغہ نہ یونیکا حکم</p> <p>⑧ زوجہ کی بہن سے نکاح کے صیغہ یونیکا حکم</p> <p>⑨ وراثت کی تقیم میں وصیت پر عمل کرنے کا حکم</p> | <p>تیسرے صنف میں رجوع کرنے کا حکم</p> <p>① غیر کے ساتھ نکاح کے صیغہ نہ یونیکا حکم</p> <p>② عورت کو قید کرنے ریا نش</p> <p>③ اور نان نفقہ کا حکم</p> <p>④ خلع کے صیغہ یونیکا حکم</p> <p>⑤ طلاق کے صیغہ یونیکا حکم</p> <p>⑥ ایک ہوی کے علاوہ مزید نہیں سے نکاح کرنے کا حکم</p> <p>⑦ اپنی زوجہ کی بہن سے نکاح نہ یونیکا حکم</p> <p>⑧ وراثت کی تقیم میں وصیت پر عمل نہ یونیکا حکم اس سے حدیث پاک</p> <p>میں ہے لا وصیۃ للوارث وراثت کے لیے وصیت نہیں کیونکہ وہ عورت حکماً اس کے نکاح میں ہے</p> |
|--|---|

← →

تیسرا صنف حل رہا ہے تو مرد نے کے قریب ہے اب وصیت جاری نہ ہوگی

قوله تعالى قد علمنا ما فرضنا عليهم في أزواجهم

إمام شافعی علیہ الرحمہ کا دعویٰ

امام شافعی علیہ الرحمہ کا دعویٰ =

مہر کی جانب اکثر مقرر نہیں
بلکہ جانب اقل مقرر ہے اور وہ دکن درہم ہے
در لیل = ما فرضنا = کتاب کا خاص ہے
ترجمہ ہم جانتے ہیں جو ہم نے فرض کیا شوہروں پر ان
مک بیویوں کے بارے میں
فرضنا بمعنی تقدیر کے ہے معین کرنے کے معنی میں
لہذا یہاں تعین ہو چکی ہے البتہ اس میں
اجمال ہے اور اس کی تفصیل حدیث پاک ہے
لا مهر لاقول من عشرة الدراہم
دس سے کم حق مہر ہے ہی نہیں لہذا تعین
ہو چکی ہے

شریعت کی طرف سے حق
مہر کی کوئی خاص مقدار معین نہیں نہ ہی جانب اقل
نہ جانب اکثر بس جتنے پر میاں بیوی راضی ہو
بائیں دلیل = نکاح کے عقود مالیہ پر قیاس
کرتے ہیں کہ جس طرح عقود مالیہ میں بائع
اور مشتری کسی شے پر راضی ہو جائیں تو وہ عقد
جائز ہوتا ہے اسی طرح نکاح کے اندر بھی
بیوی اپنی شہرگاہ بضع اپنے شوہر کے حوالے
کر دیتی ہے اب وہ چاہے جتنے بھی حق مہر
پر راضی ہو جائیں یہ عقد جائز ہے اب موت
میں مہر کم ہے یا زیادہ یا بالکل لے ہی نہ یہ

جائز ہے

شرع اس مسئلے پر متفرع ہوئی والے مسائل =

۱) نفلی عبادت کے لیے خلوت نشین اختیار
کرنا نکاح میں مشغول ہونے سے افضل ہے
کیونکہ نکاح عقود مالیہ میں سے ہے
۲) شوہر جس طرح چاہے اپنے نکاح کو ختم
کر سکتا ہے چاہے ایک طہر میں تینوں اکھٹے
یا پندرہ پندرہ تین طہروں میں یا ایک ہی کلمہ کے
ساتھ تینوں طلاقیں دے سکتا ہے کیونکہ یہ
عقد مالیہ میں سے ہے
۳) یہ امر شرعی ہے لہذا اس کو ختم بھی سنت کے مطابق
کرے گا ہر طہر میں ایک طلاق دے گا
۴) یہ امر شرعی ہے لہذا خلع کے وجہ سے طلاق
بائنہ ہوگے عدت بھی گزارنا ہوگی

۱) نفلی عبادت کے لیے خلوت نشین اختیار
کرنا نکاح میں مشغول ہونے سے افضل ہے
کیونکہ نکاح عقود مالیہ میں سے ہے
۲) شوہر جس طرح چاہے اپنے نکاح کو ختم
کر سکتا ہے چاہے ایک طہر میں تینوں اکھٹے
یا پندرہ پندرہ تین طہروں میں یا ایک ہی کلمہ کے
ساتھ تینوں طلاقیں دے سکتا ہے کیونکہ یہ
عقد مالیہ میں سے ہے
۳) یہ امر شرعی ہے لہذا اس کو ختم بھی سنت کے مطابق
کرے گا ہر طہر میں ایک طلاق دے گا
۴) یہ امر شرعی ہے لہذا خلع کے وجہ سے طلاق
بائنہ ہوگے عدت بھی گزارنا ہوگی

قولہ تعالیٰ حتی تنکح زوجاً غیرہ

امام انعم علیہ الرحمہ کا دعویٰ -

امام شافعی علیہ الرحمہ کا دعویٰ -

عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح

عاقلہ بالغہ عورت کا نکاح

ولی کی اجازت کے بغیر جائز ہے

ولی کی اجازت کے بغیر ناجائز ہے

دلیل - تنکح یہ خاص ہے اس میں بھی غیر

دلیل - خبر واحد ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی

ہے جس کا ہر جمع عورت لہذا ترجمہ = بمانک

اللہ نہایت روایت ہے کہ جس عورت نے بھی اپنا

کر وہ عورت نکاح کر لے ایسے شوہر سے جو

نکاح اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کیا تو وہ

پس کے علاوہ جو تنکح کا عورت کی طرف اشارہ

باطل ہے باطل ہے باطل ہے

یہاں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اپنا نکاح

خود کر سکتی ہے

متفرع بیویوں مسائل

1 = وطی حلال ہے کتاب کے خاصہ کی

1) جس عورت نے اپنا نکاح ولی کی اجازت کے

وجہ سے وہ نکاح جائز ہے

بغیر نکاح لہذا اس سے وطی حرام ہے کیونکہ

نکاح باطل ہے

2) حق میر رہائش خرچہ ہوگا

2) حق میر رہائش خرچہ وغیرہ نہ ہوگا

3) طلاق دی تو واقع ہو جائیگی

3) طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ یہ طلاق کا عمل نہیں

4) تین طلاقوں کے بعد حرمت مغلطہ ثابت ہے

4) اگر تین طلاقیں دیں تو اس میں شوافع

ہو جائیگی حلالہ کے بعد دوبارہ اس شوہر سے

کے دو مذہب ہیں -

نکاح کر سکتی ہے

مقدمین کے نزدیک = طلاق نہ ہوگی لہذا حلالہ کے

حلالہ تک دلیل =

بغیر کے اس شوہر سے نکاح کر سکتی ہے

رفاعہ کی بیوی کا علیہ السلام

متاخرین کے نزدیک = طلاق ہو گئی کیونکہ نکاح میں

کی بارگاہ میں حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ

شہ ہے احتیاطاً حلالہ کر لانا ہوگا

میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا ہے

وہ نامرد ہے کیا اب میں رفاعہ سے دوبارہ

کر سکتی ہوں فرمایا حتی تزوق من اسلیتہ ویزوق یعنی خلوت میں ضرور

بعد میں رفاعہ سے نکاح کر سکتی ہو۔

آقا امام فتنہ عار ہے =

تعریف = ہر وہ لفظ جو افراد کی ایک جماعت کو نہ مل ہو جیسے صلوات
انحصار عنہ البعض = جس میں سے بعض افراد کو خاص کیا ہو جیسے جو ری کلاس میں سے زید عمر بنو
عام لم یخص عنہ = جس میں سے کوئی شے بھی خاص نہ کی جائے جیسے مکمل کلاس دعوت پر ملی جائے
حکم = وہ عام جس میں سے کوئی شے بھی خاص نہ کی جائے اس پر خاص کی طرح عمل کرنا
واجب ہے یقیناً طور پر =
مورت مسئلہ = ایک شخص نے مال جو ری کیا اب وہ مال ہلاک ہو گیا قاضی کی عدالت
میں اس کا یا تھ کاٹ دیا گیا اب آیا کہ مال موقوف کے ہلاک ہونے کی صورت میں اس پر
خلاف واجب ہے یا نہیں =

امام اعظم علیہ الرحمہ کا دعویٰ

امام شافعی علیہ الرحمہ کا دعویٰ

یا تھ کاٹنا سزا کے لیے

مال موقوف کے

حاکم ہونے کی صورت میں یا تھ بھی کاٹے جائیں اور	مال موقوف کے
خلاف دینا بھی واجب ہے	
جیل = سرقہ کو غصب پر تباہ کرتے ہیں	
حاکم طرح غصب کی صورت میں مال موقوف	
ہلاک ہو جائے تو یا تھ بھی کاٹے جاتے ہیں	
اور خزانے بھی لٹ جاتی ہے اسی طرح مال	
موقوف کی بھی خزانے دینا ضروری ہے	
کیونکہ جس طرح غصب کی صورت میں غیر	
کے حق کو قبضے میں لے لیا ہے اسی طرح	
سرقہ کی صورت میں بھی غیر کے حق کو لے لیا ہے	

10

یاد رکھو = قطع پیر کے بعد مال موقوف ہو گیا یا نہیں اگر موجود ہے تو بالا اتفاق مال اس
کو بھیجے کیونکہ جب یا تھ کاٹے گئے تو جو جو ر نہ ریا لہذا اب وہ مال امانت ہے لہذا
مالک کو لوٹانا واجب ہے اگر مال موجود نہیں تو دو صورتیں ہیں کہ مال خود لیا ہے یا وہ خود خود
ہلاک ہو گیا ہے اگر خود لیا ہے تو خلاف دینا واجب ہے ورنہ نہیں کتاب اللہ کے عام کی وجہ سے

کلمہ عام ہوئے پر دلیل =

امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی موٹی نے اپنی لونڈی سے کہا اگر وہ جو تیرے پیٹ میں ہے مادہ منویہ سارا کا سارا لٹکا دے تو تو آزاد ہوگی۔ نبی اگر لونڈی نے اپنی لڑکھار لڑکی کی مادہ منویہ سے جن دیا تو آزاد نہ ہوگی۔

(10) ←

قوله تعالى فاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ

مسئلہ = نماز کے اندر فاتحہ کی قرأت فرض ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے

امام شافعی علیہ الرحمہ کا دعویٰ = امام اعظم علیہ الرحمہ کا دعویٰ

نماز کے اندر فاتحہ

فاتحہ فرض نہیں بلکہ

کے قرأت فرض ہے اگر کسی نے فاتحہ نہ پڑھی تو اسکی ہجوگے ہی نہیں

مطلقاً قرأت کرنا فرض ہے دلیل = کتاب اللہ

قرأت کرو تم اسکی جو تمہیں آسان لگے پوری قرآن لہذا مطلقاً قرأت فرض ہے یہاں معین نہیں

دلیل = خبر واحد پیش کرتے ہیں

لا صلوة الا بفاتحة الكتاب

کوئی نماز نہیں مگر کتاب کے فاتحہ کے ساتھ جبکہ یہ شان ہو وہ فرض ہوا کرتا ہے

ہے کہ فاتحہ فرض ہو

لہذا فاتحہ کے قرأت نماز میں فرض ہے

تطبیق کے صورت

کتاب اللہ کے عام کو دیکھتے ہوئے کہیں گے مطلقاً قرأت فرض ہے اگر کسی نے قرأت نہ کی تو نماز نہ ہوگی حدیث پاک کو دیکھتے ہوئے کہیں گے فاتحہ کی

قرأت واجب ہے اگر فاتحہ نہ پڑھی تو نماز نامکمل ہے مسجد و سو سے ادا ہو جائے گی

سوال = آپ نے حکم کیا کہ فاتحہ کی قرأت واجب ہے جبکہ حدیث میں مطلقاً نماز کی شرط ہے اور جبکہ یہ شان ہو وہ فرض ہوتا ہے آپ نے واجب کیوں کیا

ج = یہاں اصل صلوة کے نفی نہیں بلکہ کمال صلوة کے نفی ہے اور جبکہ یہ شان ہو وہ واجب ہوتا ہے اس پر دلیل = لا ایمان لمن لا عهد له

یہاں بھی اصل ایمان کی نفی نہیں بلکہ کمال ایمان کی نفی ہے خلاصہ = فاتحہ کتاب کا متعلق ثابت ہے امام شافعی علیہ الرحمہ کا

جبکہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک کابل ہے

قوله تعالى فلا تأكلوا مما آتاكم يدكر اسم الله عليه

امام اعظم عليه الرحمہ کا دعویٰ =

امام شافعی علیہ الرحمہ کا دعویٰ

جانہ بوجھ کر اسم اللہ تعالیٰ

اگر کسی مسلمان نے کوئی

کھانا نہ لیا تو جانور حرام ہے جبکہ بھول کر اگر نہ لیا تو جانور حلال ہے حدیث پاک رک وجہ سے

اگر کسی مسلمان نے کوئی کھانا نہ لیا تو وہ جانور حلال ہے

رفع عن امتی الفطائر والنسیان

دلیل خبر سے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ سے سوال

درپل = لا تأكلوا = نہ کھاؤ تم اس سے جس

کھانا نہ لیا تو جانور حرام نہ لینے والے کا بار

پر اسم کھانا نہیں ذکر کیا گیا

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کھاؤ

لہذا اب کتاب اللہ نے عام کے مقابلے میں خبر وارد آئی ہے

تو اسم کھانا پر مسلمان کے دل میں

تو اس کے چھوڑ کر قرآن پاک پر عمل کریں اگر حدیث

پر عمل کریں تو قرآن پاک کی آیت پر ایم کا بیا مطب

پر عمل کریں تو قرآن پاک کی آیت پر ایم کا بیا مطب

ہوگا

قوله تعالى = واقطعتکم اللہ از منکم

حکمت مسئلہ = اگر کسی عورت نے کسی غمے کو دودھ دلا یا ایک دھن یا دو دفعہ اس کے منہ میں اپنا پستان ڈالا یا بچے نے اپنی دھن یا دو دفعہ دودھ چوسا تو لہذا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگئی یا نہیں اس میں اختلاف ہے

امام اعظم علیہ الرحمہ کا دعویٰ =

امام شافعی علیہ الرحمہ کا دعویٰ

حرمت رضاعت

حرمت رضاعت

ثابت نہ ہوگئی لہذا وہ اس عورت سے

ثابت نہ ہوگئی لہذا وہ اس عورت سے

کھا کر سکتا ہے

کھا کر سکتا ہے

دلیل = اللہ = عام ہے تمہاری مائیں ہیں جنہوں نے

دلیل = لا تحترم نہیں حرام کرتا ایک

تھیں دودھ دلا یا اب اگرچہ ایک گھونٹ پیا

دھن چوسا یا دو دفعہ چوسا اور

یا دو سال مکمل پیا تو دینے کا حکم دیک جائے

دھن پستان منہ میں لینا یا دو دفعہ

گا لہذا حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی

پستان منہ میں لینا لہذا یہ خبر واحدہ

مقابلہ = خبر واحدہ کی جرح دیا جائے گی

حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگئی

دودھ کا حرام کی مثال

اقوال عام الذی خفت عنہ البعض

مرہ ہے جس میں سے بعض افراد کو خاص کر لیا جائے

فکلمہ = اس پر عمل کرنا واجب ہے بقیہ میں تخصیص کے احتمال کے ساتھ

مضاحت = اگر عام خاص عنہ البعض میں بعض افراد کو خاص کر لیا جائے تو ان بقیہ کو

عام ہیں ان پر عمل کرنا واجب ہے لیکن اس احتمال سے جو عام ہیں ان میں سے بھی

کچھ افراد کو خاص کیا جاسکتا ہے۔ (زیر عمل مگر نہ اس بقیہ افراد محفل پر جائیں اب بقیہ کو بھی نہ جانے کا حق ہے)

جب کوئی دلیل شرعی قائم ہو جائے ان کو خاص کرنے کی تو ان کو خبر واحد پر

قیاس کرتے ہوئے خاص کرتے جائیں گے یہاں تک کہ تین افراد باقی رہ جائیں

اب تین میں سے کچھ بھی نہیں خاص کر سکتے کیونکہ اگر ان میں سے خاص کریں تو

عام عام نہیں رہے گا لہذا اب تین پر عمل کرنا واجب ہوگا

وانما جاز ذالک = اس عبارت کی غرض یہ ہے آپ نے عام کا حکم بیان کیا کہ اس

پر عمل کرنا واجب ہے لیکن بقیہ میں تخصیص کا احتمال ہوگا بقیہ میں تخصیص کے احتمال

کے دلیل کیا ہے؟

دلیل = محقق نے عام میں سے جن بعض افراد کو خاص کیا اب وہ افراد بعض

مجموعوں میں گئے یا معلوم ہوں گے (صرف کی ملاں جائے لیکن تین نہ جائیں)

اگر مجموعہ = ہوں تو ہر فرد بعض بہ دلیل خصوص کے تحت بھی داخل ہو سکتا ہے اور

دلیل عموم کے تحت بھی داخل ہو سکتا ہے جب کوئی دلیل شرعی پائی گئی تو دلیل

خصوص بن جائے گی ورنہ دلیل عموم کے تحت داخل ہوں گے

اگر بعض افراد معلوم ہیں تو وہ معلوم افراد کسی کسی علت کے ساتھ ضرور متصف

ہوں گے اب ممکن ہے کہ جو افراد عام کے نیچے داخل ہوں اگر ان میں بھی

وہی علت پائی گئی تو خاص کر سکتے ہیں

مطلب = یعنی جن بعض کو خاص کیا تو ان میں صفاتی والی علت ہے تو بقیہ

میں بھی وہی علت صفاتی پائی جائے تو خاص کر سکتے ہیں

فصل فی المطلق والماقید

مطلق = وہ لفظ ہوتا ہے جو ذات پر دلالت کرے اور اوصاف میں سے کسی اوصاف کا لحاظ نہ رکھا جائے

ماقید = وہ لفظ ہوتا ہے جو ذات پر دلالت کرے اور اوصاف میں سے کسی وصف کا لحاظ میں ہو

حکم = جب تک مطلق پر عمل کرنا ممکن ہو اس وقت تک خبر واحد یا قیاس کے ذریعے اس پر زیادتی نا جائز ہے یا اگر اطلاق پر عمل کرنا ممکن نہیں تو زیادتی جائز ہے

قال = فانسلو وجوهکم

اصحاب ظواہر	امام شافعی علیہ الرحمہ	امام اعظم علیہ الرحمہ
مومن موالاة کا ہونا فرض ہے	تسمیہ وضو میں ضروری ہے	نیۃ اور ترتیب حاکم رکعتا
یعنی پھر در یہ	دلیل خبر واحد ہے	وضو میں ضروری ہے
دلیل خبر واحد ہے	لا وضو ممکن نہ کہ کریم اللہ	دلیل خبر واحد ہے
اس کا علیہ السلام نے اس	لہذا بغیر تسمیہ کے وضو نہیں	ہذا وضو لا یقبل اللہ العزیز
پیش فرمائی لہذا یہ	ہو سکتا	الابہ کانت مرتباً
ضروری ہونا کے دلیل		لہذا ترتیب ضروری ہے
		یہ ہر قسم کے وصف سے
		نیۃ: انما الاعمال بالنیات خالی ہے

وضو میں عمل ہے لہذا نیۃ ضروری ہے حکم کتاب اللہ مطلق پر عمل کرنا ممکن ہو تو خبر واحد یا قیاس

کو ضرور دیں گے

اعظم علیہ الرحمہ: غیر احناف کے دسیوں کا رد کرتے ہیں

بائک کا رد = جس کو سرکار علیہ السلام نے پیغمبر یا سر فرض نہیں کہ وہ فرض ہو کیونکہ آ علیہ السلام نے تکلیف پر پیشگی رضائے مرتبہ رہ جانے کے صورت میں قہراً کی تو پھر اس کو بھی فرض ہونا ہے حالانکہ یہ سنت ہے یا پیشگی کے ساتھ ساتھ سرکار علیہ السلام نے ترک پر انکار بھی فرمایا ہو تو پھر ضروری ہو سکتا ہے ورنہ نہیں

مجاہد ظواہر حدیث میں اصل وضو کی نفی نہیں بلکہ کامل وضو کی نفی ہے کہ اسکو ترک نہ ہو اب نہ ہوگا

ہذا وضو قرآن حدیث ضعیف سے علماء نے اس پر کلام فرمایا ہے

اور ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ سرکار علیہ السلام نے وضو فرمایا تو معجموں گئے
محبہ کرم علیہم الرضوان نے عرض کیا تو سرکار علیہ السلام نے دوبارہ فقط مع کر کے
نماز پڑھ لی اگر ترتیب عرض ہوئی تو سرکار علیہ السلام دوبارہ وضو کرتے
احناف کی طرف سے

تطبیق = کتاب اللہ کو دیکھتے ہوئے ہمیں گے مطلقاً وضو نماز میں ہے

احادیث سے مسائل ثابت ہونے سے سنت کے درجہ میں ہوں گے

سوال = میں ایک مسئلہ گزرا خبر واحد کا لاصلوۃ الا بفاتحہ الكتاب اس سے آپ

نے وجوب ثابت کیا لیکن ان احادیث سے سنت ایسا نہیں

ج = پہلا مسئلہ نماز کے شرطوں کے بارے میں تھا یہ مسئلہ وضو کے مسئلہ کے بارے

میں نماز اصل وضو تابع ہے

نماز کے شرط میں نماز کے تابع وضو کی شرطیں وضو کے تابع اگر بیع سابقہ

حدیث سے وجوب ثابت نہ کرتے اور اس سے سنت ثابت نہ کریں تو دوسرے

اصل کے تابع اور تابع کے تابع میں فرق نہیں رہے گا

13

قوله تعالى والزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلده

امام شافعی علیہ السلام کے نزدیک اگر غیر شاد عاشرہ امام اعظم علیہ السلام کے نزدیک ۵۰ کوڑے سزا ہے

مرد یا عورت نے زنا کر لیا تو ان کی سزا ۵۰ کوڑے دیا جائے۔ پس مارو تم احاف میں سے

ہے ایک سال کے لیے جلا وطنی ہے ۵۰ کوڑے یہ مطلق ہے لہذا اس کے

دلیل = اس کے بعد جلد مائتہ و تفریب عام مقابلے میں خبر واحد آگئی تو اسکو چھوڑ

حدیث سے ثابت ہوا کہ سزا ۵۰ کوڑے ہیں گئے لیکن یہاں تطبیق کی صورت

اور ایک سال کے قید یہاں جلا وطنی ہے تطبیق = ۵۰ کوڑے سزا ہے باقی تفریب عام ملک بدر کرنا مشروع ہے لیکن سیاسی

حکمران چاہے تو تفریب عام کر سکتا ہے ورنہ نہیں

اک کے تائید حنفیہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امیر بن خلف کو کوڑے سکوائے اور ملک بدر

تو امیہ بن خلف دوسرے ملک میں ہر قل نامی بادشاہ کے ہاتھوں پھرائی ہوئی
اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے توبہ کی کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا اگر یہ سہمی
حادثہ ہوتی تو آپ کبھی بھی نہ پھرتی کہ خلاف ورزی نہ کرتی۔

قوله تعالى وَلَيْسَ طَوْفٌ فَوْالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک بیت اللہ کے امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مطلقاً طواف کا فرض ہے
طواف میں وضو شرط ہے فرض ہے دلیل = مطلقاً آپہ کریمہ میں طواف کا فرض ہے
دلیل = الطواف حول البيت مثل الصلوة یہ وضو والی قید کے ساتھ مقید نہیں
بیت اللہ کے ارد گرد چکر لگانا نماز کی مثل ہے لہذا جب تک مطلق پر عمل کرنا ممکن ہو اس وقت تک
لہذا جس طرح نماز میں وضو فرض ہے غیر واحد یا قیاس کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتے
اسی طرح طواف میں بھی ضروری ہے یا نہ یہاں پر تطبیق کی ضرورت ہوگی
تطبیق = کتاب اللہ کی وجہ سے طواف زیادہ فرض ہے اور مدینہ و مکہ کی وجہ
سے وضو واجب ہے

نتیجہ = امام شافعی کے نزدیک اس نے بغیر وضو طواف کیا تو سب سے بڑے میں نہ ہوگا
جبکہ اصناف کے نزدیک طواف ہو تو گناہ نہیں ناممکن ہے اب کامل بنانے کے لیے دم دینا ہوگا
جو کہ ایک بکری ہے۔

قوله تعالى = وَاَرْجِعُوْا مَعَ الرَّاكِبِیْنَ

امام شافعی علیہ الرحمہ = تعدیل ارکان فرض ہے امام اعظم علیہ الرحمہ = تعدیل ارکان فرض نہیں
یعنی ہر پر رکن کو لطمینات سے ادا کرنا فرض نہیں ہے دلیل = وَاَرْجِعُوْا مَعَ الرَّاكِبِیْنَ مطلقاً رکوع کی بات ہے
دلیل = خلافت راشدہ میں اگر نماز پڑھی
پھر سرکار علیہ السلام کے بارگاہ میں حاضر ہوئے
آپ نے فرمایا قُمْ فَصَلِّ فَإِنَّ لَكَ ثَقُلَ
دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھی پھر سرکار کی
بارگاہ میں حاضر ہوئے تو دوبارہ آپ علیہ السلام
نے یہ گھناست دہرائی تو آپ نے خبر دیا
معاذ اللہ

معاذ اللہ یا رسول اللہ مجھے سکھا دیجیے کہ میں کیا غلطی کروں یا میں تو آپ علیہ السلام نے ہر پر رکن کو علیحدہ علیحدہ
فرمائی کہ تو آپ کا حاضر اس بات پر دلالت ہے کہ یہ شرط ہے

و علیٰ هذا قلنا

معلق کی بحث سے قاعدہ فدا بطور مل گیا کہ المطلق بحیری علی الاملاۃ والحقید علی تقییدہ
مسئلہ = اگر کسی شخص نے زعفران کے پانی سے یا مرد پانی کے جکے اور صاف میں سے
ایک وصف تبدیل ہو گیا ہو یا کسی شے ملنے کی وجہ سے لہذا اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے
دریل = فلاح تجدد ماء بیان فرمایا کہ اگر مطلق پانی نہ پاؤ تو فتیمہ تم قیہم کرو
جبکہ زعفران اور دوسرا پانی یہ دونوں مطلق ہیں لہذا ان کے پوتے ہوئے
تیسیم جائز نہیں۔

معلق یونہی دریل = اگر عرف عام میں کسی کو پانی کا حکم دیا جائے تو وہ یہ دونوں پانیوں
میں کوئی پانی دے آئے تو وہ حکم کی تعمیل کرنا والا ہوگا یہ نہیں کہیں گے یہ پانی نہیں ہے
فاحث قید الاضافہ

امام شافعی علیہ الرحمہ کا موقف = ماء زعفران یا مرد پانی جکے اور صاف میں سے ایک وصف تبدیل ہو گیا
تو اس سے وضو جائز نہیں۔

دریل = کیونکہ پانی مطلق تھا لیکن زعفران کی قید سے وہ مقید بن گیا لہذا وہ
مطلق نہ رہا جیسے ماء الورد سے مراد غلاب کا عرق ہے
فائدہ = اضافت در طرح کے ہوتی ہے

(۱) تعریف = وہ ہے کہ جس میں مضاف اپنی حقیقت پر باقی رہتا ہے جیسے ماء الزعفران
ماء البیر ماء العین وغیرہ میں اصل پانی مراد ہے جس کا یا کنوئیں کا لہذا
مضاف اپنی حقیقت پر باقی ہے

(۲) تقیید = وہ ہے کہ جس میں مضاف اپنی حقیقت پر باقی نہ رہے جیسے ماء الورد
دریل = عرف عام میں اگر کسی کو پانی کا حکم دیں لیکن وہ ماء الورد دے آئے تو اس کو کو
بھی پانی نہیں کہے گا بلکہ وہ غلاب کا عرق ہوگا
امام شافعی کو جواب یار دے

پہلی مراد اضافت سے تعریفی ہے لہذا مضاف اپنی
حقیقت پر باقی ہے دریا کا پانی سمندر کا پانی اس طرح زعفران کا پانی

وكان في شريط بقا له =

اجم شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آسمان سے جو پانی اترے اگر وہ اپنی اصل صفت پر باقی رہے تو مطلق ورنہ مقید ہوگا

و احناف = فرماتے ہیں کہ آسمان سے کوئی بھی پانی اترے وہ اصل صفت پر رہے گا نہیں سکتا بلکہ اس میں گرو غبار ضرور ہوگی صاف و شفاف والی صفت پر باقی نہیں رہ سکتا لہذا آپ تو مطلق کو مقید بننا چاہتے ہو اسے شافعیو پھر تو کسی پانی سے بھی وضو نہ ہوگا مثلاً زعفران صابون انسان پوٹی اسرار کی مثل لہذا مطلق کو مقید صحت بنانا خراج عن هذه القضية = یہ عبارت شوافع کے سوال کا جواب ہے

سوال = آپ اپنے قاعدے پر لکھتے رہے کہ اضافت تقریفی میں صفاف اپنی اصل پر باقی رہے پانی مطلق رہے تو ماء النجس سے بھی وضو نہ کیونکہ وہ بھی تقریفی ہی ہے ج = یہ ہم مانتے ہیں کہ اضافت تقریفی سے لیکن اس کے خلاف قرآن پاک ک آیت آئیگی ہے لہذا ماء النجس والا علم اس قضیہ سے نکل جائے گا و لیکن یہ یہ لفظ کس اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے تو جو پاک کیا جاتا ہے وہ پاک پانی سے نہ کہ نجس سے کیونکہ غبارت طہارت کا فائدہ نہیں دیتا مسئلہ = اس آیت سے اشارہ مل گیا کہ بے وضو کے یہ وضو واجب ہے اگر وہ بے وضو ہی وضو ہے تو طہارت حاصل نہ ہوگی بلکہ یہ تحصیل حاصل ہے

→ ۱۵ ←

قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ

فائدہ = محرمات ابدیہ میں سے کسی ایک ساتھ تشبیہ دے دینا اپنی بیوی کو پورے جسم یا کسی ایک عضو کے ساتھ اپنی بیوی کو تشبیہ دے دینا طہار کہلاتا ہے اس وقت علی کفر بھی طہار کا حکم = جب تک کفارہ ادا نہ کرے اس وقت تک اپنی بیوی سے جماع نہیں کر سکتا۔

کفارہ = ایک غلام آزاد کرنا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو وہ ۶۰ روزے رکھنا اگر اس کے بھی استطاعت نہ ہو تو وہ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا کی صورت میں کفارہ ادا کرے گا۔

صورۃ مثلاً یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غلام آزاد کرتا اور روز رکعت کی طاعت کرتا تو وہ تیسری صورت طعام و مالی اختیار کرے گا

پہلی در صورتوں میں اتفاق ہے کہ من قبل ان یتیماسا یعنی جماع سے پہلے پہلے کفارہ ادا کرنا ہوگا لیکن تیسری صورت میں اختلاف ہے

امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اگر کھانا کھلانے امام اعظم علیہ الرحمہ سے پہلے سے کھانا کھانا نہیں ہے

کچھ افراد کو کھانا کھلا کر جماع کر لیتا ہے تو دوبارہ نیت سے پہلے سے کھانا کھلا لے گا تب کفارہ ادا ہوگا۔

دلیل = قیاس پیش کرتے ہیں تیسری صورت مطلق ہے وہ اس قید سے

اطعام و مالی صورت کو رقبہ اور عیام والی صورت پر قیاس کرتے ہیں جس طرح عیام من قبل ان یتیماسا کے قید سے یہاں ہیں جوگی لہذا تیسری صورتوں میں جماع سے پہلے کفارت ادا کرنا ہوگا۔

السرفیۃ

امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک

مطلقاً غلام آزاد کرے خواہ کافر ہو یا مومن ہو

دلیل = میں دونوں صورتیں مطلق ہیں مومن کی قید نہیں لہذا قاعدہ ہے المطلق بجز علی الملاقہ

تیسری صورت مومن کی قید کے ساتھ قید سے لہذا

المقید بجز علی لقیدہ

امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک ظہار اور حتم کے کفارہ میں مومن غلام آزاد کرنا ضروری ہے

دلیل = قیاس کرتے ہیں ان دونوں صورتوں کو قتل کے کفارہ پر کیونکہ اس میں مومن غلام کو قید سے بالاتفاق لہذا جس طرح قتل کا کفارہ کفارہ ہے تو یہ بھی کفارہ اس لیے مومن غلام آزاد کرنا ہوگا۔

کسوافع کی طرف سے کوالارت

فائن قبیل سے در سوال قلم سے حر جواب

1 سوال = آپ نے کیا کہ کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا جب تک ممکن ہو اس وقت تک خبر و امداد یا قیاس کے ذریعے زیادتی نا جائز ہے لیکن آپ نے دو جگہ مطلق کو مقید کیا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

(۱) فاسخ و بر و سکت = یہاں پر باء تنبیہ ہے بعض کے معنی میں ہے مطلب = تم سچ کرو بعض سچ کا = اور بعض سچ کا سچ کرنا مطلق ہے یہاں تخصیص نہیں ہے کہ آنحضرت پر یا ایک بال وہ بعض ہے

لیکن = تم نے مفسر بن شہد والی روایت سے اسکو مقدارنا صیہ کی قید سے سنا ہے مقید کیوں کیا =

(۲) ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۳ طلاقیہ دیں صریح غنیظہ ثابت ہوئی اگر اس سے نکاح کرنا جائز ہے تو حلالہ کروائے گی لیکن تم نے کیا کہ وہ شوہر و طلاق میں کرے طلاق رس عدت گزار کر دوسرے شوہر سے پھر شوہر کی طرف آسکتی ہے جبکہ کتاب اللہ میں مطلق ہے حق تنکح ذوقا غیرہ یہاں تنکح سے فقط نکاح مراد ہے لیکن تم نے وفاء کی بیوی والی حدیث کو لے کر نکاح کو وطن کے ساتھ مقید کیوں کیا = لحد فقولون مالا تفعلون قلنا

ن = ایک ہوتا ہے مطلق ایک ہوتا ہے مجمل تم مطلق کی گیر اختیار کر رہے جبکہ یہ مجمل ہے مطلق کا حکم = وہ ہے جس کے افراد میں سے کسی ایک فرد پر بھی عمل کر لیا جائے تو عمل کرنے والا پورے مابورہ پر عمل کرنے والا شمار ہوتا ہے لیکن یہاں ایسا نہیں مثال = اگر کوئی شخص نصف سچ کرے یا ثلث کا سچ کرے تو کسی کے نزدیک ہر سچ نہیں ہے کیونکہ امام اعظم نے نزدیک سچ ربع سے امام شافعی کے نزدیک ایک بال کا بھی کرے تو ادا ہوتا ہے لیکن مذکورہ صورتوں میں یہ زیادتی کر رہا ہے اس وجہ سے سچ نہ ہوا لہذا اسکی مابورہ کے ادا ہونا کا کوئی ایک بھی نال نہیں یہاں پر نفی یا ثلث یہ سچ کے افراد ہیں لیکن مابورہ ادا نہ ہونے کی وجہ سے یہ سچ کیجہ مطلق نہیں بلکہ مجمل ہے آگے اسکی تفصیل حدیث پاک نے آکر کر دی مفسر بن شہد والی حدیث نے اجمال کو فتح کر دیا

تکلیف میں ہم نے مطلق کو عقیدہ نہیں کیا بلکہ بیان تکلیف وظل کے معنی میں

ہے کیونکہ نکاح کا حقیقی معنی مطلق سے مجازی معنی عقیدہ نکاح سے

سوال ۲۔ وظل مراد بیتے سے تکلیف سے تو پھر نکاح والا معنی کیا ہے لوگ

نکاح ۲۔ زوجہ غیرہ سے نکاح مراد ہے

(۲) بیان دفعہ تک بیوی والی حدیث مشہور ہے خبر را حد نہیں اور خبر مشہور

کے ساتھ کتاب رشتہ کو عقیدہ کرنا جائز ہے

← ۱۴۱۴ →

فصل فی المشترك والموقوف

مشترک = وہ ہے جس کو دافع مخری وضع کیا ہو دو یا زائد مختلف معانی کے لیے

مثال = (۱) جاریہ = یہ لونڈی اور کشتی کو شامل ہے

(۲) مشترک = عقیدہ بیع کے قبول کرنے والا اور آسمان کا ستارہ کو شامل ہے

(۳) بائن = یہ جہالت اور ظہور دونوں کو شامل ہے

حکم = مشترک کے معانی میں سے جب ایک معنی مراد لے لیا جائے تو دوسرے سارے ساقط

ہو جاتے ہیں۔

مثال = لفظ قمریہ = یہ مشترک ہے لیکن امام اعظم نے اس سے مراد حیفی لے لیا

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے ظہر مراد لیا ہے لیکن ایک وقت دونوں معانی کو

نہیں لے سکتے کیوں کہ پھر مشترک کے حکم کی خلاف ورزی لازم آئے گی

وقال محمد = فائدہ =

ایک ہوتا ہے معتق ایسا معتق = معتق آزاد کرنے والا معتق خود آزاد ہو نہ والا

موطائے کا لفظ مشترک ہے معتق اور معتق کو بات اتنی بات ضرور ہے

معتق مولیٰ اعلیٰ ہے معتق مولیٰ اسفل ہے

مثلاً زید کو جنہوں نے آزاد کیا وہ اعلیٰ ہیں جن کو زید نے آزاد کیا وہ اسفل ہیں

امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب کسی شخص نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے

جائداد سے اتنا حصہ میرے بی ملاں کے عوالموں کو دے دینا اب مولیٰ اعلیٰ ہیں

اسفل بھی ہیں لہذا یہ وصیت باطل ہو جائے گی

کیونکہ اگر دونوں یعنی اصلی اور فاعل کو دے دیں تو مشترک کے معانی کو جمع کرنا لازم آئے گا
اگر کوئی ایسے کہ اصلی کو دے دو کیونکہ اس کا احسان ہے کہ اس نے آزاد کیا ہے تو دوسرا ایسے
ہو فاعل نے ہیں تو احسان کیا ہے کہ خدمت کرتا رہا پس اگر کسی ایک کو دے دی تو ترجیح
بدل مرجع کے خلاف لازم آئے گی جو بطل سے

حال ابو حنیفہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا انت علی مثل اخی تو وہ شخص منطاع
نہ ہوگا کیونکہ یہ لفظ مشترک ہے کرامت اور حرمت کے درمیان ہو سکتا ہے اس نے یہ
لفظ بول کر عزت مراد ہے سو یا حرمت مراد ہے سو مگر اسکی نیت کو دیکھا جائے گا

۱۸ در علیٰ صذا قلنا لا یجب النظم

فائدہ = مثل کے دو قسم ہیں ① مثل صوری ② مثل معنوی

مثل صوری = وہ ہے کہ ایک جانور کا دوسرا جانور کے مثل ہو یا قدر و قامت اور جماعت
کا لحاظ سے جیسے ہرن کا شکار کرنے کے لیے بکری اور خرگوش کے لیے بکری کا بچہ
مثل معنوی = شے کے قیامت کو مثل معنوی کہتے ہیں

امام شافعی علیہ الرحمہ = اگر کسی شخص نے احرام	امام اعظم علیہ السلام = مثل معنوی واجب ہوگے چڑیا بونتر
کے حالت میں شکار کر لیا دیکھیں گے کہ اس	میں جعفر کے مثل معنوی ہوگے اس طرح ہرن خرگوش
جانور کے مثل صوری بازار میں ملتی ہے یا نہیں	کے شکار میں بھی مثل معنوی قیامت دینا ہوگے
اگر مل جائے تو مثل صوری دینا واجب ورنہ	درلیل = مثلے کا = مثل مشترک سے
مثل معنوی دینا واجب ہوگے جیسے	ایک صورت میں اتفاق ہے کہ مثل سے مراد
چڑیا بونتر وغیرہ کے قیامت دینا واجب ہوگے	معنوی ہے لہذا ایک معنی مشترک میں متعین
درلیل = فجزاء مثل ما قتل من الدجاج	ہو گیا تو دوسرا کو چھوڑ دیا جائے گا ورنہ
ایسا کہ لفظ مثل آیا ہے لہذا اگر کسی مثل	جمع کرنا لازم آئے گا جو بطل سے
صوری مل جائے تو مثل صوری واجب ہوگے	

ورنہ قیامت واجب ہوگے

ثں اذا ترجیح

موقوف = مشترک کے معانی میں سے جب ایک معنی غالب دلائے سے مراد لے لیا تو وہ موقوف ہوگا
میں قسرو امام اعظم علیہ الرحمہ نے حقیقتاً لے لیا تو یہ موقوف ہوگا اس طرح امام شافعی نے طہر
لے لیا تو یہ موقوف ہوگا

حکم - موصول کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے غلطی کے احتمال کے ساتھ
 قرآن سے مراد حیف یا احناف نے جو کتاب ہے یہ خطایہ ہوں اور شوائع درست ہوں
 اس طرح شوائع خطایہ ہوں اور احناف درست ہوں لیکن حقیقت اللہ کے ذات جانتے ہیں
 مثلاً فبالحکمیات ہے۔

۱۱۔ جب کسی شخص نے بیع میں مطلقاً ثمن بولا اب اس ثمن میں مختلف کرنیاں استعمال ہوئی
 ہیں لہذا انکو غالب کرنی پر معمول کریں گے تاویل کے طریقے سے
 ۱۲۔ اگر ساری کرنیاں برابر جتنی ہیں تو بیع فاسد ہو جائے گا کیونکہ کسی کرنی پر کوئی
 قرینہ نہیں اور جھگڑے کا اندیشہ ہے ملا کرنا جیسے عدم الزمان مرجع کا نہ ہونا
 ۱۳۔ اجمال الاقراء - قرآن کو حیف پر معمول کرنا ۱۲ نکاح و آیت میں تنکیج سے مراد وصل
 لیا گیا اس طرح طلاق کے گفتگو کے حالات میں کنایات کو معمول کرنا طلاق و رانت میں
 سے مراد طلاق لینا یہ سب موصول کے متناہیں ہیں۔

← ۱۹ →

وعلیٰ هذا قلنا الدین المانع من الزکوٰۃ :-

فائدہ - معمولی بحث سے نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے سے دو چیزوں کا احتمال رکھتا ہے جس پر
 قرینہ ہوگا وہیں مراد لیں گے دھڑکی کو چھوڑ دیں گے
 مسئلہ = ایسے شخص کے پاس درنصاب ہیں (درہم دینائیں کرنیاں) حالت یہ ہے کہ اس کو
 نصاب کے مقدار قرض میں ڈھیلی ہوئے ہے اور ان دونوں نصابوں میں سے ہر
 نصاب قرض ادا کرنے کا احتمال رکھتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا احتمال رکھتا ہے
 ہم کس قرینے کے تحت ایسے نصاب کو قرض کے لیے منتخب کر دیں گے اور دوسرے
 کو زکوٰۃ کے لیے اب سال گزرنے پر وہ زکوٰۃ ادا کرے گا

ضرع محمد علی ص ۷۷ = جب کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح حق میر کے بدلے اس
 نے کہا کہ میں ایک نصاب دوں گا اب اسے پاس کئی نصاب ہیں لہذا قرینہ کے تحت اس
 نصاب کو جو آسان ہے وہ درہم اور دینائیں ہیں اس کو حق میر کے لیے مقرر
 کریں گے اور بکریوں والے نصاب ہر سال کے بعد زکوٰۃ دینا ہوگا نہ درہم پر
 دو تین جمع = مفسر = مشترک کے معانی میں سے ایک معنی متکلم کے بیان سے ترجیح
 پا جائے تو اس کو مفسر کہتے ہیں

حکم = اس پر عمل کرنا واجب ہے یقینی طور پر

مثالہ ذرا قال = جب کسی شخص نے کیا کہ ملائ کے محمد پر جس وراحم ہیں بخارا کی نقدی کے
درہم مشترک ہے کہ کسی بھی ملک کے ہو سکتے ہیں لیکن اس نے من نقد بخارا کی
نقد لگا کر تفسیر کردی لہذا بخارا کے دینا و ادب ہو جائیں گے اگر من نقد بخارا نہ لیتا
تو پھر تاویل سے غائب نقدی کی طرف دیکھ دیتے لیکن یہاں صفر میں راجع ہو گا۔

← ۲۵ →

فصل فی الحقیقہ و المجاز =

تعریف = ہر وہ لفظ جو لغت کے صانع نے کسی شے کے مقابلے میں وضع کیا ہو اگر اس
معنی میں ہتھمال ہو تو حقیقت اگر اس معنی کے غیر میں ہتھمال ہو تو مجاز ہو گا۔

حکم = ثلث الحقیقۃ و المجاز = ایک میں حالت میں ایک ہی لفظ سے الادۃ حقیقی اور
مجازی معنی مراد لینا ناجائز ہے

مثال = لا تبعوا الدرہم = یہی علیہ اسلام نے فرمایا کہ تم نہ بیجو ایک درہم کو دو درہموں
کے بدلے اور صاع کو دو صاعوں کے بدلے میں

صاع کی حقیقی معنی نفس صاع ہے لیکن طرف بہرین مجازی معنی وہ ہے جو چیز صاع کے
اندر سمجھا جائے گندم وغیرہ مجازی معنی ہر اتفاق ہے کہ حدیث میں جو فرمایا ہے کہ
لا تبعوا ایک صاع کے بدلے دو صاع تو یہ گندم مراد امام اعظم اور امام شافعی علیہما السلام کے نزدیک
ہذا ایک گندم کو بیڑی دو بیڑیوں کے بدلے ناجائز جبکہ نفس صاع کی یہی جائز ہے
مثال لقا اریہ الوقاع

امام شافعی علیہ السلام کے نزدیک = اگر کسی شخص نے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک جماع کی صورت میں
منو کے بعد اپنی صورت کو چھو لیا یا جماع

کر لیا تو منو ٹوٹ جائے گا

دریل = اور لمستہ النساء

دریل = مجازی معنی میں اتفاق ہے کہ جماع کی
صورت میں منو ٹوٹے گا اور حقیقی مراد نہیں
ہے کیونکہ اس صورت میں حقیقت اور
مجاز کا جمع کرنا لازم آئے گا جو کہ باطل ہے

قال محمد رضا اویسی = جب کسی شخص نے عرصیت کی نذر میرے مرنے کے بعد میری جائیداد سے اتنا حصہ میرے موالیوں کو دے دینا اب اس کے ایسے موالی بھی ہیں جن کو اس نے آزاد کیا ہے اور ایسے موالی بھی ہیں کہ جن کو ان موالیوں نے آزاد کیا ہے موالی کا اطلاق وہی کے موالیوں پر حقیقت اور موالی کے موالیوں کے حق میں مجاز لہذا حقیقہ معنی مراد ہے میں نے مجازی معنی چھوڑ دیں گے

سیر کبیرہ میں امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حنفی کے موقع پر اہل عربوں نے اپنے آباد کے بارے میں اجازت طلب کی تو حادوں کو اجازت نہیں ملے گی کیونکہ اس کا اطلاق حقیقی باب پر حقیقت باقیوں پر مجاز لہذا مجازی کی صورت میں اس طرح اپنے مازوں کے بارے میں اجازت طلب کی تو حادیات داخل نہ ہوں گی کیونکہ حقیقی مادے ہی مراد ہوگا۔

۲۱

و علیٰ ہذا قلنا اخرا اویسی لایکار

فائدہ = لفظ بارہ کا حقیقہ معنی وہ لڑکے جس کا پردہ بکارت ذائل نہ ہوا ہو مجازی وہ لڑکے جس کا زنا یا کودنے سے ذائل ہوا ہو اسکو بھی بارہ کہتے ہیں دوسرا نام مصائب بالفجور ہے

مسئلہ = کسی شخص نے عرصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد اتنا مال بنی فلاح کے بچوں کو دے دینا تو اس میں مصائب بالفجور داخل نہ ہوں گے کیونکہ حقیقی معنی لینا اور طے ہے مسئلہ = کسی شخص نے عرصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد اتنا مال بنی فلاح کے بیٹوں کو دے دینا اب بیٹوں کے بیٹے بھی ہیں تو یہاں بیٹے مراد لینا حقیقت بیٹوں کے بیٹے مجاز لہذا حقیقت پر عمل کرنا اور طے ہے

قال المحابنا = جب کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ میں فلاح اجنبیہ عورت سے نکاح نہیں کروں گا اگر زنا کرے تو حانت نہ ہوگا۔

نکاح کی حقیقہ معنی طے کرنا مجازی معنی عقد نکاح ہے یہاں پر مجازی معنی مراد ہوگا عقد نکاح نکاح ہوگا تو طے ہوگا لہذا زنا کے صورت میں حانت نہ ہوگا بات اگر اپنی بیوی سے کہتا ہے میں نکاح نہیں کروں گا تو یہاں حقیقی معنی طے مراد ہیں گے نکاح تو ہو چکا ہے اب وہ طے کرے تو حانت ہو جائے گا اگر تجدید نکاح کرنا تو بھی حانت نہ ہوگا۔

ولیکن قال :- یہاں پر فوائد کی طرف سے تین سوال ہیں

سوال ۱ = حقیقتوں تم نے قاعدہ ضابطہ بنایا ہے کہ حقیقت عجاز کو جمع کرنا ناجائز ہے اس کی پاسداری کے لیے مہلک لائے رہے ہو لیکن حیدر صاحب نے میں آپ نے حقیقت اور عجاز کو جمع کیوں کیا

مسئلہ ۱ = ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ میں فلاں کے گھر قدم نہیں رکھوں گا

قدم کا حقیقی معنی ننگے پاؤں چوکٹ کے اندر رکھنا عجزی معنی چوتے ہیں کہ پاسوار سوکر لہذا ایک صورت میں حائل ہونا چاہیے یا حقیقی یا عجزی لیکن تم کہتے ہو دونوں صورتوں میں حائل ہونا چاہیے گا آپ نے حقیقت اور عجاز کو جمع کیوں کیا

مسئلہ ۲ = کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ فلاں کے گھر نہیں رہوں گا، یہ فلاں کے گھر

حقیقی رہ ہے جس کو اس کے ملکیت ہونا عجزی گھر کر رہی ہے اجرت یا ادھار والا

لہذا ایک صورت میں حائل ہونا چاہیے جبکہ تم کہتے ہو دونوں صورتوں میں حائل ہوگا

۳ مسئلہ = کسی شخص نے کہا میرا غلام آزاد ہے جس دن فلاں آجائے یوم

کا حقیقی معنی دن ہے اور عجزی معنی رات ہے لہذا ایک صورت میں حائل

ہونا چاہیے تم کہتے ہو دونوں صورتوں میں غلام آزاد ہو جائے گا لہذا تقویٰ مآلات

قلنا اب جوابات

مسئلہ ۱ = مراد عرف عام میں دخول کیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ میں

فلاں کے در داخل نہیں ہوں گا اب جس صورت میں داخل ہو گیا حائل ہو جائے گا

اور یہ عرف عام کے وہ ہے محرم عجاز مراد لیا ہے اور عرف عام کا احکام میں بت دخل ہے

عموم عجاز = لفظ کا نہ حقیقی معنی مراد لینا نہ عجزی بلکہ ایک تفسیر معنی مراد لینا اس

حیثیت سے کہ حقیقت اور عجاز ایک افراد میں جائیں

سوال = آپ نے اگر وہ عموم عجاز عرف عام کے مراد سے مراد لیا ہے لیکن حقیقت عجاز

تو پھر بھی جمع ہو رہے

ج = عرف عام والے اکثر ان پڑھ ہوتے ہیں انہوں نے دخول مراد لے کر بعد میں

دیکھا کہ یہ حقیقت عجاز جمع ہوئے ہیں لیکن ان کا ارادہ نہ تھا جبکہ ہم نے

قلم بیان کیا ہے لاجتہادات ارادہ لہذا ان کا ارادہ میں نہیں

عرف کے مجبوراً سے دخول مراد لے لیا

عرف عام میں فلاں کے گھر سے مراد بازار صکونہ ہوتا جس میں اسکی ریٹش ہو لہذا جس گھر میں ریٹش ہوگی اگر اس گھر میں یہ گیا تو حانت ہو جائے گا عام ہے کہ وہ حقیقی ہو یا کر یہ کا یا ادھار ہو ریٹش ہونا ضروری ہے یہ حکم میں عرف عام کے مرتبہ سے لگایا ورنہ ارادۃ ایسا نہیں گیا

مسئلہ ۳ = قائمہ = فعل کے دو قسمیں ہیں

فعل ممتد = وہ ہے جس میں امتداد کے صلاحیت ہو جیسے سوار ہونا ۸ گھنٹے ۵ =

فعل غیر ممتد = وہ ہے جس میں امتداد کے صلاحیت نہ ہو جیسے آنا جانا

قاعدہ = جب لفظ یوم کے اضافت فعل غیر ممتد کے طرف ہو تو اسے مراد

مطلق وقت ہوتا ہے یوم یقدم فلاں یہاں آنا فعل غیر ممتد ہے

مطلب یہ ہوگا جس وقت میں فلاں آ گیا تو میرا غلام آزاد ہے

یہ ہیں ارادۃ جمع نہیں ہوئے بلکہ عرف عام کا فعل ہے

۲۲ →

ثلاث الحقیقتۃ انواع ثلاثۃ حقیقت کے تین قسمیں ہیں

① متغذہ = لفظ کے حقیقی معنی پر عمل کرنا مشکل ہو

② مجبور = وہ ہے کہ لفظ کے حقیقی معنی پر عمل کرنا تو آسان ہے لیکن عرف عام کے اندر اسکو مجبور

دیا گیا ہو اور شرعاً بھی مجبور دیا گیا ہو

③ مستہلہ = وہ ہے کہ لفظ کے حقیقی معنی پر عمل کرنا آسان اور عرفاً اور شرعاً استعمال ہوتا ہو

حکم = دیکھ دو صورتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کے حقیقی معنی کو مجبور کر مجازی معنی پر

عمل کیا جائے گا بالاتفاق

متغذہ کے مثال = جب کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ اس درخت سے نہیں کھائے گا

یا اس انڈیا سے نہیں کھائے گا اب چونکہ میں درخت اور انڈیا کا کھانا متغذہ یعنی مشکل

ہے یعنی نفس درخت اور انڈیا کا کھانا حقیقت ہے اور میں یا سانس کھانا مجاز ہے

لہذا یہاں پر حکم کے مطابق حقیقی معنی کو مجبور کر مجازی معنی مراد لیں گے

اگر بالفرض نفس درخت یا انڈیا کو کھائے تو حانت نہ ہوگا

مثال ثانی = جب کسی شخص نے قسم الٹائی کہ اللہ کی قسم کہ میں اس کنوئیں سے نہیں پینا
 گا حقیقی معنی کنوئیں کو منہ لگا کر پانی پینا اور مجازی معنی ہے لبرتن یا میلو سے پانی پینا
 تو یہاں حقیقی معنی کو حکم کے مطابق چھوڑ کر مجازی معنی پر عمل کیا جائے گا اگر برتن
 یا میلو سے پانی پی لے تو حادث نہ ہو جائے گا اگر بالفرض کنوئیں کو بھٹک کر منہ لگا کر
 پی لے تو حادث نہ ہوگا۔ بالا تفاق

مہجورہ کی مثال = اگر کسی شخص نے قسم الٹائی کہ وہ فلاں کے گھر قدم نہیں رکھے گا
 حقیقی معنی ہے چھوٹ کے اندر قدم رکھنا مجازی معنی دخول ہے یہاں پر حقیقی معنی
 پر عمل کرنا تو آسان ہے لیکن عموماً عادتاً منع قدم سے دخول مراد لیا جاتا ہے
 یہاں پر بھی حقیقی معنی کو حکم کے مطابق چھوڑ دیا جائے گا اگر وہ ایک قدم گھر کے اندر دھکا
 بہر رکھے تو حادث نہ ہوگا اگر داخل ہو جائے سواری یا کسی بھی طریقے کے ساتھ تو حادث نہ ہوگا
 مثال ثانی = د علیٰ = ہذا یعنی اس پر ہم نے کہا کہ مہجورہ میں مجازی معنی پر عمل کریں گے
 ایک شخص نے چھوڑے کے اندر رکھیں بنایا اب وہیں بنانے کا حقیقی معنی ہے
 کہ مخالف کے یہاں کما انکار کرنا اور مجازی معنی ہے کہ جہاں مناسب ہو وہاں یاں
 کر دینا جہاں مناسب ہو وہاں نہ کر دینا پس کس جیتنا ہے
 اب اس کے حقیقی معنی کو عموماً اور شرعاً چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ اس سے محض چھوڑا ہی ہوتا ہے
 لہذا اس کے مجازی معنی پر عمل کریں گے (شرعاً و لاتنازعاً عموماً عام طور پر ایسا نہیں ہوتا)

۲۳

حقیقت مشہورہ = وہ ہے جس کے حقیقی اور مجازی دونوں پر عمل کیا جاتا ہو اب اگر
 اس کا مجازی معنی مشہور نہ ہو تو بالا تفاق حقیقی معنی پر عمل کریں گے
 اگر مجازی معنی مشہور ہے تو اس کے اندر اختلاف ہے امام صاحب اور صاحبین علیہ السلام
 امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک جب مجازی مشہور تو حقیقی معنی پر عمل کرنا اولیٰ ہے
 صاحبین علیہم الرحمہ کے نزدیک عموم مجازی پر عمل کرنا اولیٰ ہے یعنی جس کے اندر حقیقہ
 اور مجازی معنی جمع ہو جائیں انکو عموم مجازی کہتے ہیں
 مثال = کسی شخص نے قسم الٹائی کہ وہ اس گندم سے نہیں کھائے گا اب اس کا
 حقیقی معنی ہے نفس دانہ گندم مجازی معنی جو چیز اس سے حاصل ہو یعنی روٹی وغیرہ
 عموم مجازی جب وہ دانہ چھلکنے کے اندر ہو

اب امام صاحب کے نزدیک عین گندم کے گھانے سے حادث ہوگا کیونکہ ان کے نزدیک حقیقی
پر عمل کرنا اولیٰ اور یہاں مجاز متعارف ہے کہ گندم سے عام طور پر سال کی روٹی میں ملا کر ہوتی ہے
اگر اس شخص نے روٹی کھائی تو امام صاحب کے نزدیک یہ حادث نہ ہوگا
صاحبین کے نزدیک کسی بھی طریقے سے اس نے گندم کا حاتمہ یا روٹی یا آبائی یعنی چھلکا
سمیت کھالیا تو تینوں صورتوں میں حادث ہو جائے گا کیونکہ کہ ان کے نزدیک عموم
مجاز پر عمل کریں گے

مثال ثانی = اگر کسی شخص نے کہا کہ میں دریائے فرات سے نہیں پیوؤں گا
اس کا حقیقی معنی ہے منہ لگا کر پینا اور مجازی معنی ہے بترن یا صیو کے
ساتھ پینا اب امام صاحب کے نزدیک حقیقی معنی پر عمل کرنا اس کا ہے نہ عام طور
پر یہ دریا اونچا ہے لینا منہ لگا کر پیے گا تو حادث ہوگا ورنہ نہیں
صاحبین کے نزدیک کسی بھی طریقے سے پانی پی لے بترن یا منہ لگا کر تو حادث ہو

۲۷

لحم الحماز عند ابی حنیفہ خلف عنہ الحقیقۃ

یہاں سے ایک اختلاف کا بیان ہے

= اتفاق اس بات کے اندر اتفاق ہے کہ مجاز حقیقت کا خلیفہ ہے اور جب کسی
مذہب سے حقیقت فوت ہو جائے تو تب جاکر مجاز کو طرف رجوع کریں گے بالاتفاق
اختلاف = لیکن جہت خلیفیت کے اندر اختلاف ہے کہ کسی لحاظ سے خلیفہ
فائدہ = جہت مختلف ہوتی رہتی ہے کہ شاہ صاحب کا خلیفہ یونانی مدرس دوسرا
خلیفہ یو کام کاج والا لہذا اب دونوں خلیفے تو ہیں لیکن جہت مختلف ہے
امام انعم علیہ الرحمہ کے نزدیک مجاز حقیقت کا
خلیفہ ہے لفظوں کے اعتبار سے

مطلب = جو لفظ بولا جائے اس کے لیے ضروری
ہے کہ وہ عربی قواعد اور ترجمہ ترکیب کے لحاظ
سے درست ہو اس وقت مجازی معنی لیں
گے اگر وہ لفظ درست نہ ہو تو
کلام لغو ہو جائے گا
مطلب = یہ ہے کہ جس طرح اس لفظ کا
ترجمہ ترکیب درست ہو اس طرح اس کا
معنی اور اس پر حکم لگانا بھی درست
ہو تب مجازی معنی لیں گے ورنہ کلام
لغو ہو جائے گا۔

مثال ①۔ ہذا ابنی۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے یہا ہذا رنجہ اور وہ سات سال

کا ہے اب حقیقی معنی ہے بیٹا اور مجازاً معنی ہے حریت

امام صاحب کے نزدیک اس کا ترجمہ ترکیب درست ہے لہذا مجازاً معنی کے کر وہ آزاد ہو جائیگا
صاحبین کے نزدیک اس کا معنی اور معنی ہیں درست ہے کہ اس کا بیٹا بن سکتا ہے لہذا مجازاً معنی
کے کر غلام آزاد ہو جائے گا (امام صاحب نے غلام آزاد کیا ہے وہ غلام میں مشہور ہے کہ یہ غلام ہے
②۔ ہذا ابنی۔ اب وہ غلام 7 سال کا ہے امام صاحب کے نزدیک اگر کسی شخص نے
اکو کہا کہ ہذا ابنی یہ میرا بیٹا ہے اب امام صاحب کے درمیان کے مطابق وہ آزاد ہے
صاحبین کے نزدیک ترجمہ ترکیب تو درست ہے لیکن معنی اور حکم درست نہیں ہے کیونکہ آج
تک ایسا ہوا نہیں کہ باپ 30 سال کا ہو اور بیٹا 7 سال کا لہذا قاعدہ کے مطابق
یہ لفظ درست نہیں تو یہ کلام لغو ہوگا

- وعلم ہذا یخرج الحکم -

1 = اگر کسی شخص نے کہا کہ مجھ پر ہزار روپے ہیں یا اس دربار پر

امام صاحب کے نزدیک اس کا حقیقی معنی ہے دونوں میں سے کسی ایک پر لا علی النقیین

ہزار روپے ہوں یہ حال ہے کہ دیوار پر ہزار روپے ہوں

لہذا امام صاحب کے نزدیک ترجمہ ترکیب درست ہے اب مجازاً معنی کے کر غلام میرا یعنی

مکمل پر ہزار روپے واجب ہو جائے

صاحبین کے نزدیک حقیقی معنی ممکن نہیں ہے کہ اوپر مذکور ہوا لہذا کلام لغو ہوگا

قولہ عبد علی = کسی شخص نے کہا کہ میرا غلام اور میرا گدھا آزاد ہے

امام صاحب کے نزدیک حقیقی معنی ممکن ہے لہذا مجازاً غلام آزاد ہوگا اور گدھا بھی

صاحبین کے نزدیک چونکہ ان کے محض ترجمہ ترکیب تو درست ہے لیکن

معنی اور حکم درست نہیں ہے کیونکہ گدھا تو آزاد نہیں ہوگا لہذا یہ کلام لغو ہوگا

والیلیم علی رضی اللہ عنہ

سوال = تمہارے اصول کے مطابق اسے عقیقہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کیا کہ ہذا بنتی یہ میری بیٹی ہے حالانکہ اس کا لقب مشہور ہے کہ یہ اس کی بیٹی نہیں اب اس لفظ کا ترجمہ ترکیب درست ہے لیکن عجزی سے لینا چاہیے جو کہ طلاق ہے جس طرح ہذا بنتی میں عجزی معنی ہے کہ غلام کو آزاد کیا اسی طرح ہذا بنتی میں بھی عجزی معنی ہے کہ طلاق مراد کو حالانکہ اس پر اس میں لیتے جواب والیلیم - ہم آپ کے بات تسلیم کرتے ہیں کہ ترجمہ ترکیب درست ہے لیکن لفظ کے عجزی معنی لینے کے لیے اس اور شرط بھی ہے وہ یہ ہے حقیقی اور عجزی کے عابین منافات نہ ہو اگر حقیقی اور عجزی معنی میں منافات ہو تو عجزی معنی نہیں لے سکتے - یعنی مطلب یہ ہے کہ اس حقیقی اور عجزی معنی جمع ضرور ہونے چاہیں تب عجزی معنی ہوگا مراد نہیں

اب بیٹی ہونے اور نکاح ہونے میں تضاد عظیم ہے کہ یہ سے ہو سکتا ہے کہ بیٹی ہو اور نکاح بھی ہو جب نکاح بنیت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا تو جو اس کا حکم ہے طلاق وہ کیسے جمع ہوگا کیونکہ طلاق تب ہی ہوگا جب نکاح ہو لیکن یہاں پر منافات ہے دونوں معنوں میں لیکن عجزی معنی مراد نہیں لے گیں

سوال = جس طرح بنیت اور طلاق جمع نہیں ہو سکتے تو اسی طرح بنوت اور حریت بھی جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ شریعت کے اندر غلام بیٹا ہو ہی نہیں سکتا جس طرح باب بیٹے کو خریدے تو بیٹا فوراً آزاد ہو جاتا ہے لیکن یہاں پر بھی حقیقی اور عجزی معنی میں تضاد ہے لیکن تم نے مراد کون لیا حریت اور بنوت جمع ہو سکتے کیونکہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من ملک فاریحیم محرم منہ عتق علیہ جملہ کے جواب میں کہ یہاں رشتہ دار کا تو وہ اس پر آزاد ہے اب بیٹا اور غلام ہونے میں تضاد نہیں یہ ایک جگہ پر جمع ہو سکتے ہیں کہ کسی کا بیٹا غلام جب باب خریدے تو وہ فریاد کے طرف سے آزاد ہو جائیگا جب یہاں پر دیکھو ملک اور بنوت جمع ہو رہے تو جو حکم ہے حریت وہ بھی جمع ہو سکتا ہے

نوٹ = چند سیکنڈ کے لیے باب بنائے گئے کا کہنا ملک اور بیٹے جب جمع ہوئے تو حریت مراد کے تضاد نہ رہا غلام آزاد ہو جائیگا

فصل فی تعریف طریق الاستقارہ

استقارہ = لفظ **معلول** کر اس کا مجازاً معنی مراد لینا انکو مجازاً کہتے ہیں اور اسی کا نام استقارہ ہے یعنی مجازاً معنی لینے کا طریقہ (استقارہ) X

مجازاً معنی لینے کے طریقے = مجازی معنی شریعت کے اندر دو طریقوں سے استعمال ہوتا ہے

۱) علت بول کر معلول مراد لینا اور معلول بول کر علت مراد لے سکتے ہیں

۲) سبب محض بول کر سبب مراد لینا نہ کہ سبب بول کر سبب مراد لینا

سوال = یہی صورت میں علت بول کر معلول معلول بول کر علت لیکن دوسری صورت میں فقط سبب

بول کر سبب تو مراد لے سکتے ہیں لیکن سبب بول کر سبب مراد کہوں نہیں لے سکتے

ج = یہی صورت میں سے یہ ایک محتاج اور محتاج الیہ ہیں لیکن دوسری صورت میں سبب محتاج

اور سبب محتاج ہے لہذا محتاج الیہ بول کر محتاج تو مراد لے سکتے ہیں لیکن محتاج

بول کر محتاج الیہ مراد نہیں لے سکتے =

علت کے تعریف = وہ ہے جو حکم کو ثابت کرے بغیر کسی واسطے کے جیسے جس طرح کہ

یہ علت ہے ملک متعہ کے لہذا نکاح ملک متعہ کو ثابت کر دے گا اور اس کا الٹ یہ

ہو سکتا ہے کہ ملک متعہ بول کر نکاح مراد لے لے

سبب محض = وہ ہے جو حکم کو ثابت کرے لیکن کسی واسطے کے ساتھ جیسے تحریر ملک

متعہ کو زائل کر دیتا ہے لیکن ملک متعہ کے واسطے ساتھ

۲۷

مثال الاقل = یہاں سے مثال کے تمہید ہے اگر کسی شخص نے کہا کہ انا ملک متعہ

اب اس نے آدھا غلام خرید کر بیچا دیا پھر نصف ثانی کو خرید لیا تو آزاد نہ ہو گا

کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اگر کسی نے کہا انا اشتیئت عبداً فهو حر اب

نے آدھا خرید لیا پھر بیچا پھر نصف ثانی کو خرید لیا تو وہ آزاد ہو جائیگا۔

سوال = درمیان مثالوں میں فرق کیوں ہے

ج = عرف عام کے اندر مالک وہ ہوتا ہے جو شے کے پرہیز جزا کا وقت واحد یہ

مالک ہو مشتری = وہ ہوتا ہے جو شے کے اجزاء کا فریہ ہو نہ کہ وقت واحد میں

انکو لہذا یہی صورت میں پرہیز جزا کا مالک نہ بنا تو وہ غلام آزاد نہ ہو اور دوسری صورت

میں نہ ط پاؤں گئی لہذا وہ غلام آزاد ہو جائیگا۔

فرلو علیٰ الشراعت بول کر معقول معقول بول کر علت مراد کے ساتھ ہیں
اسی طرح ملک بول کر شراعت اور شراعت بول کر ملک مراد لے سکتے ہیں
یہذا طریق سے استعارہ جائز ہے

الانہ غیا کیونکہ یہ عبارت سوال و قدر کا جواب ہے
سوال = اگر کسی شخص نے کہا کہ ماں اشترین علیا اب آ رہا ہے بدتر بھیجا ہر موقع الف
ضرر یا تو جب غلام آزاد ہونے لگے تو وہ ہے گا نہیں میری مراد ہے ان ملک علیا
اب وہ غلام قاضی کے پاس گیا قاضی کو بتایا ہے میں آزاد ہو رہا تھا لیکن اس نے نیت بدل
لی ہے یہذا قاضی ملک کے بات نہیں مانے گا اور غلام آزاد ہو جائیگا اس سے پتہ چلا
کہ استعارہ طریق سے جائز نہیں

ج = جس صورت میں قائل کے تخفیف یعنی فائدہ ہے اس صورت میں قائل کے تصرف نہیں
کھائے گئے قیمت ملے یعنی کہ وجہ سے کیونکہ لوگ ہیں گئے کہ اچھا بلا غلام
آزاد ہو رہا تھا لیکن ملک نے نیت بدل کر اسے بہنا قیمت سے بچاتے ہوئے ایسا کھیا کیونکہ
سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ قیمت مالہ جلیوت سے بچو اس کا یہ مطلب نہیں ہے
کہ استعارہ طریق سے جائز نہ ہو

۲۸

مثال الثانی = جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا حشر رتک اور ساتھ وہ طلاق کے
نیت کرے تو ایسا کرنا صحیح ہے کیونکہ تحریر حقیقت کے اندر ملک متعہ کے زائل کو مراد
کرتا ہے ملک رقبہ کے واسطے کے ساتھ مطلب یہ ہوگا کہ تحریر بہ ملک متعہ کے زائل
کاسب ہے ملک رقبہ کے واسطے کے ساتھ اور لفظ حشر رتک سے ہم طلاق مراد
ہیں گے کیونکہ آزاد ہونا تب ہی ہوگا ملک متعہ زائل تب ہی ہوگا جب طلاق مراد
مراد ہیں کیونکہ طلاق رجعی کے اندر ملک متعہ زائل نہیں ہوتا

لا ینقال = سوال یہ ہے کہ طلاق رجعی مراد سے لیتے جس طرح طلاق شریعہ میں مراد
لا ینقول = یہاں پر یہاں موقف ہے کہ ملک متعہ کو زائل کرنا اور وہ صرف طلاق
بائنہ سے ہی ہو سکتا ہے فرلو قال لانتہ اس طرح کوئی ایسی کوئی سے لیتا ہے
کہ حلقہ اور نیت تحریر کے کرتا ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ سب بول
سب مراد نہیں لے سکتے کیونکہ اصل فرع کو ثابت کرتا ہے نہ فرع اصل کو ثابت
فرع سے اصل کو ثابت کرنا ناجائز ہے

و علیٰ هذا نقول ينقذ النكاح -

یعنی سب بول کر سب مراد لے سکتے ہیں اسی وجہ سے لفظ صبیہ اور غلیلہ
اور بیع سے نکاح منقذ ہو جائے گا۔ بیعہ عورت کی ہے
ملکت نفس لک مرصبت نفس لک یا بیعت نفس لک مرصبت کیے قتلت تو نکاح منقذ
کیونکہ یہ الفاظ حقیقت کے اندر ملک دقبہ کو واجب کرتے ہیں اور ملک رقبہ
ملک متفہ کو واجب کرتی ہے لونڈیوں کے اندر
مطلب = تینوں الفاظ ملک متفہ کا سبب ہیں ملک رقبہ کے واسطے کے ساتھ

بیزا سب بول کر سب مراد لے سکتے ہیں
ولا ینحکس = اس کا الٹ نہیں کر سکتے کہ سب بول کر سب مراد نہیں لے سکتے
جیسے لفظ نکاح سے بیع اور صبیہ وغیرہ منقذ نہ ہوں گے

فائدہ = لٹرفی کلے موضع = ہرمہ جگہ جہاں مجازات ایک قسم کا عمل متعین ہو جائے
نیت کہ ضرورت نہیں مطلب یہ ہے کہ جہاں لفظ کا مجازی معنی مشہور ہو جائے نیت کو ضرور
نہیں جیسے کہیں پر اگر لفظ صبیہ نکاح کے لیے استعمال ہوتا ہے تو نیت کو ضرورت نہیں

لا یقال = یہاں سے صابین ہوا عترامس ہے

حوال = صابین کے نزدیک مجازاً معنی اوقات لیتے ہیں جب حقیقت ممکن ہو اور یہ سنو
صورتوں میں صابین ہمارے ساتھ لیکن ان کے کا حقیقی معنی لینا ممکن نہیں
کہ جب کوئی عورت کہے ملکت نفس لک اب اسکا مجازی معنی تو نکاح ہے لیکن حقیقت
معنی یہ ہے میں نے باندی بنایا اور تو ماہی بنا حالانکہ آزاد عورت لونڈی نہیں بن سکتی
جب حقیقی معنی ممکن نہیں تو مجازی معنی کیوں مراد لیا

لانا نقول ج = ہمارا مراد حقیقت کے ممکن ہونے سے یہ ہے کہ وہ فی الجملہ ممکن ہو
کیں نہ کہیں حقیقی معنی ممکن ہو اور جو آپ نے مثال دی ہے یہ ممکن ہے کیونکہ
اگر وہ عورت معاذ اللہ مرتد اور ہو جائے گا اور وہ دار الحرب میں چلی جائے مسلمانوں میں
خلف ہو دار الحرب والوں کے ساتھ تو جب انکی عورتیں چھینیں جائیں گی تو وہ لونڈیاں ہوں
گو ممکن ہے کہ وہ عورت کسی شوہر کو باندی بن جائے

مثال = اگر کسی شخص نے کہا کہ میں آسمان کو یا قہر گاڑوں تو وہ فوراً حائل ہو جائے گا کیونکہ وہ
ایسا کر نہیں سکتا لیکن حقیقی معنی ممکن ہے کہ وہ رطل ہو کر جنت کے خدایہ باہر لگا
اکی طرح ہوا میں اڑنے کی مثال ہے

فصل فی تفریق طریق الاستعارۃ

استعارہ = لفظ معلول کر اس کا مجازی معنی مراد لینا اسکو مجاز کہتے ہیں اور اسی کا نام استعارہ ہے۔
یعنی مجازی معنی لینے کا طریقہ کلمہ (استعارہ) X

مجازی معنی لینے کے طریقے = مجازی معنی شریعت کے اندر دو طریقوں سے استعمال ہوتا ہے۔

۱) علت بول کر معلول مراد لینا اور معلول بول کر علت مراد لے سکتے ہیں

۲) سبب محض بول کر سبب مراد لینا نہ کہ سبب بول کر سبب مراد لینا

سوال = پہلی صورت میں علت بول کر معلول معلول بول کر علت لیکن دوسری صورت میں فقط سبب

بول کر سبب تو مراد لے سکتے ہیں لیکن سبب بول کر سبب مراد کیوں نہیں لے سکتے

ج = پہلی صورت میں سے یہ ایک محتاج اور محتاج الیہ ہیں یہی دوسری صورت میں سبب محتاج

اور سبب محتاج ہے لہذا محتاج الیہ بول کر محتاج تو مراد لے سکتے ہیں لیکن محتاج

بول کر محتاج الیہ مراد نہیں لے سکتے =

علت کے تفریق = وہ ہے جو حکم کو ثابت کرے بغیر کسی واسطے کے جیسے جس طرح کہ

یہ علت ہے ملک متعہ کے لہذا نگاہ ملک متعہ کو ثابت کر دے گا اور اس کا الٹ یہ

ہو سکتا ہے کہ ملک متعہ بول کر نگاہ مراد لے لے

سبب محض = وہ ہے جو حکم کو ثابت کرے لیکن کسی واسطے کے ساتھ جیسے تحریر ملک

متعہ کو زائل کر دیتا ہے لیکن ملک رقبہ کے واسطے ساتھ

مثال الاقل = یہاں سے مثال کے تمہید ہے اگر کسی شخص نے کہا کہ ان ملک متعہ

اب اس نے آدھا غلام خرید کر بیچا دیا پھر نصف ثانی کو خرید کر تو آزاد نہ ہو گا

کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اگر کسی نے کہا ان اشتریت عبداً فهو حر اب

نے آدھا خرید کر پھر بیچا پھر نصف ثانی کو خرید کر تو وہ آزاد ہو جائیگا۔

سوال = دونوں مثالوں میں شرط کیوں ہے

ج = عرف عام کے اندر مالک وہ ہوتا ہے جو شے کے زیرِ جنس کا وقت واحد یہ

مالک ہو مشتری = وہ ہوتا ہے جو شے کے اجزاء کا فریاد ہو نہ کہ وقت واحد میں

کھو لہذا پہلی صورت میں زیرِ جنس کا مالک نہ ہوتا تو وہ غلام آزاد نہ ہو اور دوسری صورت

میں نہ شرط پائی گئی لہذا وہ غلام آزاد ہو جائیگا۔

فرلوحی بالملک الشرع عدلت بول کر معطل معقول بول کر عدلت مراد سے ملتے ہیں
اسی طرح ملک بول کر شرع اور شرع بول کر ملک مراد لے سکتے ہیں
یہاں طرفین سے استعارہ جائز ہے

الا انہ ضمایکون یہ عبارت سوال و قدر کا جواب ہے
سوال = اگر کسی شخص نے کہا کہ صان اشتریت عبدا اب آدھا خسہ بدلتے ہو تو اس کے الفاظ
ضرر یا تو جب غلام آزاد ہوئے لگے تو وہ کہے گا نہیں میری مراد ہے ان ملک میں
اب وہ غلام قاضی کا پاس گیا قاضی کو بتا دے میں آزاد ہو رہا تھا لیکن اس نے نیت بدل
لی ہے میرا قاضی ملک کہہ بات نہیں مانے گا اور غلام آزاد ہو جائیگا اس سے پتہ چلا
کہ استعارہ طرفین سے جائز نہیں

رج = جس صورت میں قائل کے تخفیف یعنی فائدہ ہے اس صورت میں قائل کے نقصان نہیں
کھائے گئے تہمت مراد یعنی کہ وجہ سے کیونکہ لوگ کہیں گے کہ اچھا بلا غلام
آزاد ہو رہا تھا لیکن ملک نے نیت بدل لی ہے تہمت سے بچانے ہوئے ایسا کھانا کیونکہ
سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ تہمت مراد جگہوں سے بچو اس کا یہ مطلب نہیں ہے
کہ استعارہ طرفین سے جائز نہ ہو

۲۸

مثال الثانی = جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا حتررتک اور ساتھ وہ طلاق کے
نیت کرے تو ایسا کرنا صحیح ہے کیونکہ تحریر حقیقت کے اندر ملک متعہ کے زائل کو مراد
کرتا ہے ملک رقبہ کے واسطے کے ساتھ مطلب یہ ہوگا کہ تحریر بہ ملک متعہ کے زائل
کا سبب ہے ملک رقبہ کے واسطے کے ساتھ اور لفظ حتررتک سے ہم طلاق
مراد ہیں گے کیونکہ آزاد ہونا تب ہی ہوگا ملک متعہ زائل تب ہی ہوگا جب طلاق
مراد ہیں کیونکہ طلاق رجعی کے اندر ملک متعہ زائل نہیں ہوتا

لا ینقال = سوال یہ ہے کہ طلاق رجعی مراد سے لیتے ہیں طرح طلاق شرعی میں تو
لانا نقول = یہاں پر یہاں موقف ہے کہ ملک متعہ کو زائل کرنا اور وہ صرف طلاق
بائنہ سے ہی ہو سکتا ہے فرلوحی لایقہ اس طرح کوئی ایسی کوئی سے کہتا ہے
کہ طلاق اور نیت تحریر کہہ کرتا ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ سبب بول
سبب مراد نہیں لے سکتے کیونکہ اصل فرع کو ثابت کرتا ہے نہ فرع اصل کو ثابت
فرع سے اصل کو ثابت کرنا ناجائز ہے

و علیٰ هذا القول منعقد النكاح -

یعنی سب بول کر سبب مراد لے سکتے ہیں اسی وجہ سے لفظ صبیہ اور غیلہ اور بیع سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ بیسے عورت کیسے

ملکت نفی لک مرصبت نفی لک یا یعت نفی لک صر دیکھتے قبلت تو نکاح ہوگا
کیونکہ یہ الفاظ حقیقت کے اندر ملک دقبہ کو واجب کرتے ہیں اور ملک رقبہ
سک متفہ کو واجب کرتے ہیں لہٰذا دونوں کے اندر

مطلب = تینوں الفاظ ملک متفہ کا سبب ہیں ملک رقبہ کے واسطے کے ساتھ
بیزا سبب بول کر سبب مراد لے سکتے ہیں

ولا ینعکس = اس کا الٹ نہیں کر سکتے کہ سبب بول کر سبب مراد نہیں لے سکتے
جیسے لفظ نکاح سے بیع اور صبیہ وغیرہ منعقد نہ ہوں گے

فائدہ = لہٰذا کلے موصی = ہر وہ جگہ جہاں مجازات ایک قسم کا عمل متعین ہو وہاں
نیت کے ضرورت نہیں مطلب یہ ہے کہ جہاں لفظ کا مجازی معنی مشہور ہو وہاں نیت کے ضرور
نہیں جیسے کہیں پر اگر لفظ صبیہ نکاح کے لیے استعمال ہوتا ہے تو نیت کے ضرورت نہیں
لا یقال = یہاں سے صاحبین ہر اعتراض سے

احوال = صاحبین کے نزدیک مجازی معنی اس وقت لیتے ہیں جب حقیقت ممکن ہو اور یہ سنو
صورتوں میں صاحبین ہمارے ساتھ لیکن ان کا حقیقی معنی لینا ممکن نہیں
کہ جب کوئی عورت کیسے ملکت نفی لک اب اسکا مجازی معنی تو نکاح ہے لیکن حقیقت
معنی یہ ہے میں نے بلندی بنایا اور تو مابٹ بنا حالانکہ آزاد عورت لہٰذا وہ نہیں بن سکتی
جب حقیقی معنی ممکن نہیں تو مجازی معنی ہوں مراد لیا

لانا نقول ج = ہماری مراد حقیقت کے ممکن ہونے سے یہ ہے کہ وہ فی الجملہ ممکن ہو
کہیں نہ کہیں حقیقی معنی ممکن ہو اور جو آپ نے مثال دی ہے یہ ممکن ہے کیونکہ
اگر وہ عورت معاذ اللہ مرتد اور ہو جائے گا اور وہ دار الحرب میں چلی جائے مسلمانوں میں
خلف ہو دار الحرب والوں کے ساتھ تو جب انکی عورتیں چھینیں جائیں گی تو وہ لہٰذا وہاں ہو
کہ ممکن ہے کہ وہ عورت اس شوہر کے باندی بن جائے

مثال = اگر کسی شخص نے کہا کہ میں آسمان کو یا قہر گاؤں تو رہ فوراً حائل ہو جائے گا کیونکہ وہ
ایسا کر نہیں سکتا لیکن حقیقی معنی ممکن ہے کہ وہ رطب ہو کر کھیت کے خدا کے لیے یا قہر
اسی طرح ہو اس سے اڑنے کی مثال ہے

فصل فی الصریح والکناية

صریح = وہ لفظ ہے کہ اس لفظ کی جو صورتیں وہ اکلفظوں سے ظاہر ہو
حکم = یہ اپنے معنی کے ثبوت کو واجب کرتا ہے کہ جس طرح لیتے کے ساتھ اعتبار
یعنی خبر دینے یا نفی یا اندائی صورت میں یہ اپنے معنی کو ثابت کر دے گا اور
لفظ صریح نیت کا محتاج نہیں ہوتا

و علی هذا قلنا

۱) جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے یا میں نے تجھے طلاق دے دی
یا اے طالق تینوں صورتوں طلاق واقع ہو جائیگی نیت کرے یا نہ کرے
۲) جب کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا انت صر حررتک یا صر تینوں صورتوں
میں غلام آزاد ہو جائیگا نیت کی ضرورت نہیں

و علی هذا قلنا

۱) لیکن یہ یہ لفظ بھی ہیں پر لفظ صریح کے لفظ صریح سے پاک کرنے میں اس
تیسیم کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ طہارۃ کا فائدہ دیتا ہے یا نہیں
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ - ① تیسیم طہارۃ ضروری ہے امام اعظم علیہ الرحمہ =

۱) کیونکہ ضرورت کے وقت پیش آتا ہے یہ طہارۃ مکملہ ہے
۲) یہ طہارۃ کا فائدہ نہیں دیتا البتہ بے وضائی دلیل = لفظ بھی صریح ہے
کی حیثیت والا پاک کرنے میں جب پاک نہ ہو تو تیسیم
دلیل = قیاس ہے ضرورت اور یہ ضرورت کے کرم اور یہ پانی اصل اور تیسیم غلیف ہے
وقت پیش آتا ہے اور جو ضروری ہو وہ بقدر بقدر اسلے نہ ہو غلیف قائم ہوتا ہے
ضرورت ثابت ہوتی ہے

امام شافعی علیہ الرحمہ و علیٰ تخریج هذا امام اعظم علیہ الرحمہ

۱) جب تک وقت داخل نہ ہو تیسیم نہ ہوگا کیونکہ ضروری ۲) وقت سے پہلے بھی تیسیم جائز ہے کیونکہ کاملہ ہے
۲) ایک فرض ادا ہو سکتا ہو کہ یہ دو تیسیم ۳) ایک تیسیم سے کئی غازیں پڑھ سکتا ہے
۳) تیسیم کرنے والا وضو کرنے والوں کے جماعت نہیں کر سکتا ۴) جماعت کر سکتا ہے
۴) جب تک صرے کا خوف نہ ہو ۵) بیمار کے بڑھنے کا خوف ہو تو اس قدر
۵) نماز مبارک علیہ السلام کی ضروری نہیں نماز چھوڑو ۶) تیسیم کر سکتا ہے
۶) نماز کو صبح کرنے کے لیے نیت ہے تیسیم کرے ۷) پاک حاصل کرنا کے لیے تیسیم جائز ہے

فرائض

کناہہ = وہ لفظ ہے جسکی مراد پوشیدہ ہو اور لفظ کا جب تک مجازی معنی مشہور نہ ہو یعنی حقیقی اور مجازی معنی میں استعمال ہوتا ہو تو وہ بھی کناہہ ہے
حکم = کناہہ کا حکم تب ثابت ہوگا جب قلم نیت ہو اور یا پھر حالت کی دلالت ہو کہ وہ حالت خود بتائے کہ اسکی مراد یہ ہے لہذا حکم ثابت ہو جائیگا
سوال = صریح کے حکم میں صرف آپ نے کیا نیت کی ضرورت نہیں کناہہ میں حکم نیت کا ہوتا
لگایا حلالہ حال کیوں ضرور علی ہے

حجۃ الفاط کناہہ میں تردد والا معنی پایا جاتا ہے اب اس تردد یعنی شک کو دور کرنے کے لیے کہے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے یا وہ دلیل نیت ہوگی یا حلالہ حال ہوگی جب دلیل پائی جائیگی اسکی مراد واضح ہو جائے گی

فائدہ = اسی پوشیدگی کے وجہ سے لفظ بائن اور لفظ صہم بہ طلاق کے سلسلے میں کناہہ ان الفاظ کے ہونے سے حکم کے مطابق طلاق بائنہ ہوگی

سوال = ان الفاظ کو آپ نے طلاق کے سلسلے میں کناہہ کیوں بنایا اور طلاق بائنہ کیوں صراحت کی طرح طلاق رجعی صراحت سے لیتے

حجۃ ان کے اندر تردد اور شک ہے یعنی مراد پوشیدہ ہے اس وجہ سے یہ الفاظ کناہہ ہیں اب طلاق بائنہ اس لیے صراحت کہ انک حقیقی معنی کا بھی لحاظ رہے حکم کا حقیقی معنی حرام ہے تو صراحت تب ہی ہوگی جب طلاق بائنہ ہو اور انت بائن سے جدا تب ہی ہوگی جب طلاق بائنہ ہو جبکہ رجعی کی صورت میں وہ نکاح میں ہا رہتا ہے لہذا لا یحل عمل الطلاق رجعی

وینفزع منہ حکم النکاحات متفرع ہونے والے مسائل

۱۔ جب شوہر الفاظ کناہہ سے طلاق دیا تو رجوع کرنے کا حق نہ ہوگا کیونکہ طلاق بائنہ ہے ۲۔ الفاظ کناہہ میں تردد والا معنی پائے جانے کے وجہ سے سزا میں بھی قائم نہ ہوں گی اگر کوئی شخص اقرار بھی کرے کہ میں نے زنا یا زوری کی ہے جب تک لفظ صریح نہ ہوئے اسوقت تک مرد جاری نہ ہوگی الفاظ کناہہ سے

۳۔ اس وجہ سے گونگا اگر اشارہ کرے کہ میں نے زنا کیا ہے لہذا جاری نہ ہوگی کیونکہ اشارہ سے ۱۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص پر زنا کی قسم کھائی دوسرے نے صدق کہا تو تصدیق کرنے والے کی سماعت پر جاری نہ ہوگی کیونکہ صدق سے یہ لفظ کناہہ ہے کوئی اور بھی مراد ہو سکتی ہے

فصل فی المتقابلات

ظہور معنی اور خفائے معنی کے اعتبار سے کل آٹھ قسمیں ہیں

ظہور معنی = ظاہر نص عفسر محکم
خفائے معنی = خفی مشکل عجل متشابہ

= ظاہر کے اندر کچھ ظہور ہوتا ہے اور نص کے اندر اس سے زیادہ ظہور ہوتا ہے اس طرح عفسر کے اندر نص سے بھی زیادہ ظہور ہوتا ہے اور محکم کے اندر ظہور کی انتہا ہو جاتی ہے
= اور خفی کے اندر کچھ خفا ہوتا ہے اور مشکل کے اندر کچھ زیادہ خفا اور عجل میں اس سے بھی زیادہ خفا ہوتا ہے اور متشابہ میں خفائے کی انتہا ہو جاتی ہے لہذا پہلے چار

دوسرے چار کے مقابلے میں ہیں اگر وہ سے متقابلات کہتے ہیں
ظاہر = پیرہ کلام ہے جسکو سامع محض شہ سے سمجھ جائے اور غور فکر کرنے کی ضرورت نہ پڑے اس قسّم کی مراد فوراً مراعی ہو جائے محض لفظوں سے
نص = جس مقصد کے لیے کلام کو چلایا جائے اسے نص کہتے ہیں

(۳۳) مثالہ فی قولہ تعالیٰ

۱۔ اَحْلٰی اللّٰہُ اَبِیْعَ وَصَرَمَ الرِّبُو اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام بنا
شانے نزل = کفار دعویٰ کرتے تھے کہ بیع میں نفع مقصود ہے تو نفع تو رِبُو میں
بھی ہے اسی لحاظ سے بیع اور سود میں کوئی فرق نہیں ہے

نص = اس آیت کریمہ کو بیع اور رِبُو کے مابین فرق کرنے کے لیے چلایا ہے
تاکہ کے کفار کے دعویٰ کا رد ہو جائے۔ لہذا آیت سے مراعی ہو گیا کہ بیع حلال

ہے اور سود حرام ہے یہ محض لفظوں سے معلوم ہو گیا لہذا یہ ظاہر ہے

۲۔ فَاَتَمَّوْا طَلَبَ لِّلْعَنِّ مِنَ النِّسَاءِ مِثْلَ وَرُفْعِ

یہ آیت کریمہ زوجات کی تعداد کو بیاں کرنے کے لیے چلائی گئی ہے لہذا یہ نص

ہے = اور اس کے بقول سے مراعی ہو رہا ہے محض شہ سے بی بی غیر مائل کے کہ ایک

نہیں چار بنا دیا ہے ایک وقت کر سکتا ہے اجازت کے حق میں ظاہر ہے

الاجل علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن او تفرغوا منهن فريضة

کوئی صرح نہیں ہے کہ اگر تم طلاق دے دو ان عورتوں کو جن کو تم نے چھوا نہیں یعنی جماع نہیں کیا یا جن کا حق میرا مقرر نہیں

تک یہ کریمہ = کے چلانے کا مقصد اُن عورت کا حکم بیان کرنا ہے جس سے جماع نہیں کیا یا حق میرا مقرر نہیں کیا لہذا اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو طلاق دے سکتے ہیں

اور بعض لفظوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ شوہر طلاق دینے میں مستقل ہے کسی کا محتاج نہیں و اشارة الى آفة النكاح = بغير حق میرے ذکر کے لئے نکاح درست ہے

ای قولہ علیہ السلام - من ملک ذارعیہ محرم منہ عتق علیہ

سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مالک ایسے قریبی رشتہ دار کا وہ اس پر آزاد ہے
 ایک کریمہ کے چلانے کا مقصد یہ ہے کہ قریبی رشتہ دار کی آزادی کا حق دار ہونا ثابت ہو رہا ہے لہذا یہ نفس ہے

اور بعض لفظوں کے سننے سے معلوم ہو رہا ہے کہ قریبی رشتہ دار ایک دفعہ مالک بن سکتا ہے حکم الظاهر والنفس = نفس اور ظاہر دونوں پر عمل کرنا واجب ہے چاہے یہ دونوں عام ہوں چاہے خاص ہوں غیر کے احوال کے ارادہ کے ساتھ۔

تو اگر یہ دونوں خاص ہوں گے تو تاویل کا احوال ہو سکتا ہے جس طرح قسم و میں تاویل کی ہے احناف اور شوافع نے

اور اگر یہ دونوں عام ہوں تو تخصیص کا احوال ہوگا اسی بنا پر ہم نے یہاں کہ ان میں غیر کا احوال ہے۔ اور یہی بخیر لہ جواز مع الحقیقہ ہے

۳۲
 و علی هذا قلنا =

یعنی ظاہر اور نفس کے حکم پر عمل کرنا واجب ہے۔

اخا اشتري قریبہ = جو قریبی رشتہ دار کا مالک ہو وہ اس پر آزاد ہے

فائدہ = مالک اگر اپنے غلام کو آزاد کر دے تو جب غلام فوت ہو جائے تو اسکی جائیداد بحق دار مالک ہی ہوتا ہے

اس مثال میں بھی جب قریبی رشتہ دار کو خریدے گا وہ فوراً آزاد ہو جائے گا لہذا یہ معتق بنا تو ظاہر پر عمل ہو گیا اور اسکی خریدنے کے بعد اسکی جائیداد کا مالک بنے گا لہذا یہ ظاہر پر عمل ہے
 نفس

عَلَمًا يَظْهَرُ التَّفَاوُتُ بَيْنَهُمَا عِنْدَ الْمَقَابِلَةِ

ظاہر اور نفس اگر آپس میں ٹکرائیں تو نفس پر عمل کریں گے کیونکہ نفس میں طیسورِ ظاہر
ہوتا ہے اور یہ قہویہ ہے ظاہرِ قہیف ہے لہذا نفس پر عمل کریں گے ظاہر کو چھوڑ دیں گے
یا تو قال لہما طلقی نفسی اگر کسی شخص نے کہا اپنی بیوی کو کہ تو اپنے آپ
کو طلاق دے تو عورت نے کہا میں نے اپنے آپ کو بائذ کیا تو طلاق رجعی و مہر
اس کلام کو طلاق رجعی کے لیے چلایا گیا ہے لہذا یہ نفس ہے اور عورت کے کلام سے
ظاہر پوریا ہے کہ طلاق بائذ ہو اب ظاہر اور نفس آپس میں ٹکرائیں گے لہذا
نفس پر عمل کریں گے طلاق رجعی مرنے ہو گے ظاہر کو چھوڑ دیں گے۔

۱۱ مَرَكُذُكَ قَوْلُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَالْهَلِ مَرْيُوتَةٍ

ہس منظر پر نشانی = مَرَكُذُكَ یہ عسرنہ کی تفسیر ہے یہ مدینہ منورہ کے کچھ فاعل پر
مقام ہے مریاد کے کچھ لوگ سرکار علیہ السلام کے بارگاہ میں حاضر ہوئے اُن کے مدینے کے آب
ہوا اس نے اُن کے پیٹ پھول گئے اور چیرے پیچے بڑ گئے تو سرکار علیہ السلام نے
علاج کے طور پر فرمایا کہ گھبراگاہ کے اندر حار او ٹھوٹ کا پینا پ اور حرمہ پیو۔
انہوں نے حرمہ اور پینا پ پیادہ تندرست ہو گئے اسکے بعد وہ اوٹھوٹے کو ہلکے بہا
گئے تو سرکار علیہ السلام نے لکڑی بچا تو لکڑی نے بٹھ کر دھ کو قتل کر دیا اور اوٹھوٹے کو
وہ اس نے آئے کیونکہ وہ منافق تھے

سرکار علیہ السلام نے انکو اشریو فرمایا کہ حرمہ اور پینا پ پیو۔

شفا کے سب کو میا دے کرنے میں یہ حدیث پاک نفس ہے

لیکن مفلح سے ظاہر پوریا ہے کہ پینا پ پینا جائز ہے لہذا یہ پینا پ کے حوا میں
دوسری حدیث = پینا پ کے قطروں سے بچو تو بہا پینا پ کے پکنے کے مریوں
میں نفس ہے لہذا صحیح حدیث میں ظاہر سے دوسری حدیث میں نفس ہے لہذا
نفس پر عمل کریں گے ظاہر کو چھوڑ دیں گے
کیونکہ نفس قوی ہو تو ہے ظاہر پر لہذا پینا پ کا ایک قطرہ بھی پینا حلال
نہیں ہے

حدیث پاک = سرکار علیہ السلام نے آپ قبر میں آگے لے گئے تو اسکی بیوی سے پوچھا کیا تو
اس نے عرض کیا یہ پینا پ کے قطرہں سے نہیں بچتا تھا

ساقولہ علیہ السلام حاسقۃ السماء فی فیہ العشر

جس زمین کو بھی آسمان دلائے اس میں عشر ہے
ابن ابی حنیفہ کا کہ جس نفس یہ ہے جس چیزوں میں عشر ہے انکی بیاد کرنے میں نفس
ہے کہ جس زمین کو بھی آسمان دلائے اس میں عشر ہوگا اب تمام چیزوں میں
سبزیات بھی ہیں لہذا یہاں سے سبزیوں کے عشر میں یہ نفس ہے

مصری حدیث ہے یس فی الخضروات صدقہ اب اس حدیث میں فرمایا
کہ سبزیوں میں صدقہ نہیں ہے اب صدقہ میں تامل کی گئی ہے کہ صدقہ سے مراد
عشر ہے لہذا یہاں پر سبزیوں میں عشر کا ٹیونا ظاہر ہے
نفس پر عمل کرتے ہوئے سبزیوں میں عشر ہوگا ظاہر کو صدف دریا کے
اس حدیث میں اختلاف

امام اعظم علیہ السلام کے نزدیک -

صاحبین کے نزدیک -

یہاں حدیث پاک مطلق ہے

(عشرانہ چیزوں میں ہوگا جو چیزیں مضبوط

حاسقۃ السماء لہذا جس کو بھی آسمان

یوں نفس پیداوار یا پیداوار ہو جیسے

دلائے اس میں عشر ہوگا یا اب یہ مقدار

گندم حادول وغیرہ

یا پیداوار کو قید نہیں ہے لہذا امام

کا پیداوار کم از کم پنج مرقع ہو ایک

صاحب کے نزدیک سبزیوں میں عشر ہوگا

مشرق کا صاع کا سوتا ہے لہذا ۳۰۰

صاع یوں گئے تو عشر ہوگا

← ۳۵ →

واقا المفسر

تعریف - وہ ہے جسے مراد لفظوں سے ظاہر ہو متکلم کی طرف سے بیاد کے ساتھ اس
حیثیت سے کہ اس میں تامل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے

مثالہ فی قولہ تعالیٰ

فبعد المملکۃ کلّمہ اجموعہ جب فبعد المملکۃ کہا - کہ ضرر شور نے سجدہ کیا اب اس

کلام میں تامل کا احتمال بھی ہے اور تخصیص کا احتمال بھی موجود ہے

مجدد المملکۃ لفظوں سے ظاہر ہے کہ تمام نے سجدہ کیا لیکن تخصیص کا احتمال ہے کہ بعض نے کیا ہو

اور بعض نے نہ کیا ہو تو جب کلّمہ کہا تو تخصیص کا باب بند ہو گیا کہ تمام نے

سجدہ کیا ہے

فہمدا المثلثة کلمہ اب اس کلام میں تاویل کا احتمال ہے کہ یہ سکتا ہے بعض نے سمجھا
پہلے کیا یہ بعض نے بعد میں کیا یہ جب اجماع سے کیا تو تاویل کا باب بند
ہو گیا مطلب یہ ہوا کہ تمام فہمدا نے اکٹھے سمجھ کر لیا یہ مفسر ہے

دفعہ الشریعات احکام شریعت کے متعلق

افعال تزوجت فلانة = جب کسی شخص نے کہا کہ میں نے نکاح کیا فلانہ سے ایک ماہ
تک بکذا حدیث درہم کسے بدلے میں لیکن جب اس نے تزوجت فلانة کیا اب یہ کلام
نکاح کے اندر تو ظاہر ہے لیکن تفسیر کا احتمال باقی ہے کہ اس نکاح سے صرف نکاح شرعی
ہے یا نکاح متعہ ہے نکاح متعہ کا احتمال تھا جب اس نے شہر بکذا تو عرا منع ہو گیا
یہ نکاح شرعی نہیں بلکہ نکاح متعہ ہے لہذا اب یہ کلام مفسر ہو گیا

نوٹ = نکاح متعہ ابتدائے اسلام میں جائز تھا لیکن اب یہ نکاح متعہ حرام ہے

۳۶

(۲) قولہ فلان علی الف

جب کسی شخص نے کہا کہ مجھ پر ہزار روپے ہیں اب یہ کلام
ہزار روپے کہ لازم ہونے میں نفس ہے کیونکہ لفظ علی شریعاً لزوم کے لیے آتا ہے
مگر اس کلام میں تفسیر کا احتمال ہے کہ پتہ نہیں کہ کس چیز کے ہزار روپے ہیں امانت
کے ہیں یا جو عی وغیرہ کے یا سامان کے لیکن جب متکلم نے من ثمن هذا العبد کہا
یا من ثمن هذا المتاع کہا کہ اس غلام کو قیمت سے یا اس سامان کو قیمت سے مجھ پر
ہزار روپے لازم ہے لہذا اب یہ کلام مفسر ہو گیا یہاں مقابلہ ہو گیا ہے

علی الف یہ کلام نفس ہے یہ تقاضا کرتا ہے کہ مطلقاً ہزار روپے لازم ہوں
من ثمن هذا العبد یہ کلام مفسر ہے یہ تقاضا کرتا ہے غلام کو قیمت یا سامان کو قیمت اب
وہ غلام یا سامان ہر قبضہ کرے گا تو ہزار روپے لازم ہوں گے لہذا مفسر نفس پر
قوی ہوتا ہے مفسر ہر عمل کریں گے نفس کو چھوڑ دیں گے

(۳) قولہ فلان علی الف

اب یہ کلام ہزار روپے کہ اقرار میں ظاہر ہے لیکن جس شہر میں کھڑے ہو کر ہزار روپے
کا اقرار کیا اسی شہر کے ہزار روپے کے لزوم میں نفس ہے جب اس نے کہا من ثمن
لذا کہ مجھ پر شہر بخارا کے نقد لازم ہے تو یہ مفسر ہو گیا
نفس تقاضا کرتی ہے کہ اسی شہر کے ہزار روپے لازم ہوں جبکہ مفسر تقاضا کرتا ہے بکذا بعض بخارا
کے ہزار کا لہذا مفسر ہر عمل کریں گے نفس کو چھوڑ دیں گے

اقوال المحکم

تعریف = حکم وہ ہے جو مفسر پر بڑھ جائے قوت یعنی طاقت کے اعتبار سے اس حیثیت سے کہ اس کا خلاف بالکل جائز نہیں ہے مثلاً فی التائب عقائد کے اندر رکھتے مناسب حر؟ قرین ہیں۔ ان شاء اللہ بکل شیء علیہ۔ ان شاء اللہ لا یظلم الناس شیئاً

در فی الحکمیات شرعی مبالغ

لفظ علی الف مجہد پر ہزار روپے ہیں ہزار کے اقرار میں ظاہر ہے اور لزوم میں یہ کلام نفس ہے لیکن جب من هذا العبد کیا تو یہ کلام حکم ہو گیا

سوال = علی الف والی مال آپ نے مفسر میں بھی دعویٰ ہے اور حکم کے اندر بھی یہ مثال کیوں دعویٰ حالانکہ دونوں میں فرق ہے

ج ۱ = مثال شرعیہ میں حکم آکر مفسر ہو جاتا ہے عقائد میں حکم کا خلاف جائز نہیں

لیکن احکام شرعیہ میں جب احتمال ہو تو مفسر حکم میں کوئی فرق نہیں رہتا

ج ۲ = یہ وہ مفسر ہیں تھا لیکن اسکی مراد اتنی واضح ہو گئی کہ حکم بن گیا

حکم = مفسر اور حکم دونوں پر عمل کرنا واجب ہے یقینی طور پر

→ ۳۷ ←

ثم لهذه الاربعة اربعة افرع

ایجاد کے مقابلے میں چار اور ہیں ظاہر کے ضد مخفی ہے نفس کی ضد مشکل ہے

مفسر کے ضد مجمل ہے حکم کے ضد متشابہ ہے

فانحفی = مرہ ہے جسکی مراد پوشیدہ ہو سکتی اسر خارج کی مرہ سے نہ کہ صنف کی حیثیت

ہے حکم = طلب کرنا واجب ہے یہاں تک کہ خفاء تاہل ہو جائے

مثال = ائسارق و اسارقتہ فاقطعو اب یہ آیہ کرمیہ سارق کے حق میں ظاہر ہے

طرار اور نباش کے حق میں مخفی ہے

مخفی کیوں = اس وجہ سے کہ یہ آیت کرمیہ صنف سے تو ظاہر ہے اور مخفی اسر خارج کی

مرہ سے ہے اور اسر خارج عرف ہے چونکہ جو شخص چوری کرے اسکو سارق کہتے ہیں

لیکن جو جیب کترے اسکو طرار اور جو کفن چوری کرے (اسکو نباش کہتے ہیں)

اسکو عرف عام میں چور نہیں کہتے اسکی وجہ سے ان کا حکم مخفی ہے

حکم کے مطابق مخفی کی خفا کو طلب کرنے کا طریقہ

یہ ہے اب دیکھیں گے طہار اور نباش میں منہوس مرالا معنی زیادہ یا یا جاتا ہے یا کم اگر منہوس مرالا معنی یعنی چوری مرالا معنی زیادہ ہوگا تو اس کا حکم بھی منہوس مرالا ہوگا اگر منہوس مرالا معنی کم ہو تو اس کو چور نہیں یعنی منہوس مرالا حکم نہ ہوگا۔

سرقہ کی تعریف = اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر کا مملوکہ مال جو اس کی حفاظت میں ہو اور مالی مقوم یعنی نفع دینے والا مال ہو اور اس کی کم از کم دس درہم مقدار ہو اس کو اگر کوئی شخص چپکے سے لے لے تو اس کو سارقہ یعنی چور کہتے ہیں طلب = اب طہار کے اندر چور مرالا معنی زیادہ یا یا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی غیر مملوکہ مال اور اس کی حفاظت سے ہے یا اس میں حفاظت زیادہ ہے معنی چوری سے غفلت ہے اس کو بدرجہ اولیٰ چور کہنا چاہیے لہذا طہار کے ہاتھ کاٹنے چاہئیں گے نباش میں چوری مرالا معنی کم ہے کیونکہ وہ غیر کا مملوکہ مال ہے اور حفاظت بالکل نہیں لہذا اس کے ہاتھ نہیں کاٹنے چاہئیں گے بلکہ نباش کو قاضی کے پاس حاضر کریں گے جھڑپ قاضی کیے گا اس کو سزا دہیرہ دیں گے لہذا اولاد دہیرہ۔

قوله تعاط الزانية والنسأف = یہ آیتہ کریمہ زانی کے حق میں طہار سے یکے لوطی کے بارے میں مخفی ہے

مخفی کیوں = عرف کے مرتبہ سے کیونکہ عرف عام میں زانیہ مرد ہے ہوا گلی شہ گاہ میں زنا کرے اگر کوئی دھمکی نہ لگا میں زنا کرے اس کو لوطی کہتے ہیں زانی نہیں کہتے جبکہ مرتبہ سے یہ کلام لوطی کے بارے میں مخفی ہے

طلب = اب دیکھیں گے کہ لوطی میں زانیہ مرالا معنی زیادہ ہوں گے کہ نہیں اگر ہوتے تو منہوس مرالا حکم در نہ نہیں اب لواطت میں زنا دارے معنی کم ہے کیونکہ زنا مرتبہ شہوت طہرین سے ہوتا ہے اور لواطت میں طرف مراحدہ سے ہوتا ہے لہذا لوطی کے سزا ۱۰ کوڑے نہ ہو گے بلکہ قاضی مقرر مناسب سمجھے اس کو سزا دے سکتا ہے

(۲) دلوحافہ = اگر کسے شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ بھل نہیں کھائے گا اب یہ کلام
ان پھلوں میں ظاہر ہے جو بطور تلذد کھائے جاتے ہیں لیکن ان پھلوں میں مخفی ہے
جو بطور تغذی کھائے جاتے ہیں

مخفی پورے = یہ نفلہ سے ہے اس کا معنی ہے تلذد کیونکہ جو چیزیں
بطور تلذد کھائے گا تو حانت ہوگا اگر وہ بھل کھائے جو بطور تغذی استعمال ہوتے
ہیں اس طرح بعض ملاقوں میں انار اور انگور وغیرہ بطور غذا استعمال ہوتے ہیں
لیکن ان پھلوں کے کھانے سے حانت نہ ہوگی

طلبے = اب دیکھیں گے تغذی وارے پھلوں میں تلذد والا معنی زیادہ ہوگا تو حانت
ہو جائے جسے بیمار ملک میں ایسا میں ہے لہذا پاکستانی حانت ہو جائے گا۔

← ۳۸ → آقا المشکل

تقریباً مع الحکم = وہ ہے جو بڑھ جائے مخفی پر خفت کے اعتبار سے گویا کہ
سامع پر اپنی حقیقت کے مخفی ہونے کے بعد وہ اپنی ہم شکوے اور ہم مشکوے
میں حاضری ہو جائے حتیٰ کہ اسکی مراد حاصل نہ ہو اب طلب کریں گے
کہ غور و فکر کریں گے بہاد تک کہ وہ اپنے ہم مشکوے سے ممتاز ہو جائے
خارج محضال = جیسے گنے کو تلاش کرنا نہ اس کا نام معمر ہو میرہ دوسرے گھوں میں گھل مل جائے اب
اس کو طلب کریں گے کہ کون سا گنجا بعد میں اسکو چھپیں گے غور و فکر سے کیا یہ وہی ہے

مرنظیرہ فی الاحکام

حلف لایاندم = اگر کسے شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ ایدام نہیں کھائے گا یعنی سارے
ب یہ کلام سرکہ اور کھجور کے شیرے میں ظاہر ہے لیکن چھپنے ہوئے گوشت اور
بے ہوئے انڈے اور پنیر میں منکول ہے

طلبے متائل اور یہ منکول کیوں ہے - کیونکہ ایدام یہ مُعَاوَفَت سے ہے
اور اس کا معنی ہے موافقت اب یہ موافقت صرف سرکہ اور کھجور میں
کسے کیونکہ لٹے ان میں گھل مل جاتی ہے اور لقیہ لحد اور بیض اور جبن میں
موافقت نہیں کہ عام طور پر اصل عرب انکو سارے کے طور پر استعمال نہیں کرتے
لہذا ان کے کھانے سے حانت نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ

نسخین کریمین رحمہما اللہ

امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک موافقت تمام ضروریات کے لئے یا نحوہ کے کھانے سے حائل ہو جائے گی۔ لیکن اگر ان کے ہیں روٹی کھائی جاسکتی ہے۔

کے نزدیک موافقت تمام ضروریات کے لئے اور یہاں بقیہ تین اشیاء میں موافقت نہیں لہذا ان کے کھانے سے حائل نہ ہوگا۔

المجمل

تعریف = وہ ہے جو کئی معانی کا احتمال رکھتا ہو اور اسکی مراد طلب اور تامل سے بھی حاصل نہ ہو سامع پر جب تک متکلم کے بیان سے مراد فیہ نہ ہو اور تک مرہ مجمل ہی رہے گا۔

ونظیرہ فیہ الشریعات

قوله تعالیٰ حرّم السرّیاء اللہ عزہ و جل نے رجو کہ حرام کیا

طلب و تامل = رجو کا معنی طلب اور غور فکر کرنے معلوم ہو گیا اس کا معنی ہے زیادتی اب زیادتی کئی چیزوں میں پائی جاتی ہے جبہ سے میں بھی نقص ہوتا ہے زیادتی ہے حالانکہ یہ حرام نہیں ہے اب طلب و تامل کر کے خاص ہو گئے لیکن مراد و رافع نہ ہوئی تو متکلم سے کہار علیہ السلام نے فرما دیا کہ یہ جنس چیزوں میں زیادتی حرام ہے جو عوض سے خالی ہوتی ہے

حدیث = المخطئ بالخطئ الشیخ بالشیخ التمر بالتمر الملاح بالملاح الذی بالذهب الفضة بالفضة مثلاً بشتابہ = المکتابہ =

تعریف = مکتوبہ وہ ہے جس میں جمل سے بھی زیادہ پوشیدگی یعنی جس میں خفیہ کی انتہا ہو جائے اسکو مکتوبہ کہتے ہیں

مثال = حروف مقطعات یعنی انکی مراد پوشیدہ ہیں پوشیدہ ہے

مجل اور مکتوبہ میں فرق = مجمل اور مکتوبہ اس بات میں تشبیہ ہیں کہ انکی مراد متکلم کے بیان سے ہیں مراع ہو گئے لیکن مجمل کا بیان حدیث میں ہیں مراع ہو جائے گا اور مکتوبہ کا بیان آخرت کے ساتھ خاص ہے

حکم = مجمل اور مکتوبہ کے حق ہونے کا یقین رکھنا ضروری ہے بیان تک کہ بیان آجائے جب بیان آئے گا اسوقت جو ہوگا اس پر عمل کرنا

فصل فیما یترک بہ حقائق الالفاظ

وہ چیزیں جن کے وجہ سے الفاظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے
اسکے پانچ قسم ہیں (۱)

① عرف کے دلالت = یہی قسم وہ ہے کہ جن میں لفظ کا حقیقی معنی عرف کے
دلالت کے وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے اور مجازاً معنی اتنا مشہور ہو جاتا ہے کہ جب
یہی وہ لفظ بولا جائے عرف عام میں وہ مجازاً معنی ہی مراد ہوتا ہے عرف کے وجہ
سے حقیقی معنی منور ہوتا ہے

نوٹ = عرف کے دلالت کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ کا حقیقی معنی بھی ہو اور مجازاً بھی
اور مجازاً معنی عرف عام میں مشہور ہو لفظ کے قرینے کے مجازاً معنی سمجھا جائے
وہ دلالت کا ثبوت الاحکام = یہ ماقبل کے دلیل ہے یا جواب ہے
سوال = آپ نے یہاں لفظ کا حقیقی معنی عرف عام کے وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے
کیوں چھوڑ دیا جاتا اسکی دلیل کیا ہے

② دلیل = احکام الفاظ کے ساتھ ثابت ہوتے ہیں لیکن تب کہ جب وہ الفاظ
متکلم کے معنی مراد میں دلالت کریں اور وہ معنی لوگوں کے درمیان
مشہور بھی ہو = جب وہ معنی لوگوں کے مابین مشہور ہوگا تو یہ اس بات
پر دلالت کرے گا کہ متکلم کی بھی یہی مراد ہے یعنی مجازاً مراد ہے (یہ وجہ
سے حقیقی معنی منور ہوتا ہے لہذا اب معنی متعارف پر یہی حکم ضرب ہوگا
مثال = لو حلف = اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ سر نہیں خریدے گا

پس وہ معمول ہوگا اور اسکے جو معنی متعارف ہے لوگوں کے مابین
سری کا حقیقی معنی مطلقاً سری ہے مجازاً معنی یہ وہ سری جو خریدی اور بیچی
جاتی ہے لہذا سری بہیئر کے سری خریدے گا تو حلف ہوگا اگر کہو تو یہاں سری یا
سری خریدے حلف نہ ہوگا کیونکہ عرف عام میں انکی سری نہیں خریدی جاتی
لو حلف لایا کھلے = اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ انڈہ نہیں کھائے گا

انڈہ = کا حقیقی معنی وہ انڈہ جو عام طور عام کو شامل ہے جو مجازاً = معنی وہ انڈہ
جو عام طور پر کھایا جاتا ہے لہذا سری کے انڈے کھانے سے حلف ہوگا کہ تکرار درجہ کیا
کا انڈہ کھانے سے حلف نہ ہوگا۔ سادہ پر عرف عام کے وجہ سے حقیقی معنی
منور ہوتا ہے۔

وہی ظہر سے ایک فائدہ بیان کر رہے ہیں کہ حقیقت کی دو قسمیں ہیں

حقیقت کاملہ = وہ ہے کہ لفظ کے حقیقی معنی کے جتنے بھی اضرار میں عام کو مراد لینا (۲) قاصر = وہ ہے کہ لفظ کے حقیقی معنی کے بعض اضرار مراد لینا بعض مراد نہ لینا تو اسکو حقیقت قاصرہ کہا جاتا ہے

ترجمہ = لفظ کا حقیقی معنی چھوڑ کر مجازاً معنی مراد لینا ہم پر واجب نہیں بلکہ اس سے حقیقت قاصرہ بھی مراد لے سکتے ہیں

مثالہ تفسیر العام یا بعضی صراح کہ پہلے دو مثالوں میں ہم نے عام کو بعضی افراد کے

سطر مقید کیا ہے کہ بعض سرِ یادے اور انڈے مراد لیے بعضی ہر آدمی جیسے

1 مرکز لک لو نذر جہا = اگر کسی شخص نے منت مانے کہ میرا یہ کام سوجانے میں

جج کروں گا اب جج کا لغوی معنی ہے ارادہ کرنا اور یہی حقیقی معنی ہے

اور جج کا شرعی و مجازاً معنی یہ ہے کہ اوقات مخصوصہ کے اندر مقامات مخصوصہ

کے زیارت کا ارادہ کرنا اسے کو جج کہتے ہیں اور یہاں عرف عام حقیقی معنی

متروک ہے لہذا منت کے پورا ہونے پر جج شرعی واجب ہوگا

2 اگر اس نے منت مانے نہ میں بیت اللہ کے طرف چلوں گا اب چلنے کا

حقیقی معنی ہے کہ اسے سمت یعنی اس طرف منہ کر کے لہاٹھ چلے پھر چھٹنا دو چار قدم

لیکن مجازاً معنی ہے جج شرعی = لہذا منت کے پورا ہونے پر جج شرعی واجب ہوگا

3 اگر اس نے منت مانے کہ میں بیت اللہ کو یعنی ایکے پر نائے کو کھڑا

کر دوں گا اب حقیقی معنی کھڑا کرنا - مجازاً معنی جج شرعی ہے لہذا

اب کام کے پورا ہونے پر جج شرعی واجب ہوگا

افعال معلومہ کے ساتھ یعنی احرام اور دیگر افعال کے ساتھ جج شرعی

کرے گا کیونکہ عرف عام میں جج سے جج شرعی مراد ہوتا ہے

لہذا عرف کے ملائت کے وجہ سے یہی حقیقی معانی متروک ہوئے



الثانیہ قدرت الیقین (دوسرا قسم)

کبھی کبھی لفظ کے حقیقی معنی کو نفس کلام میں دلالت کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے
مطلب و کلام کے اندر ایسا قسم بند موجود ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ یہاں کلام کا حقیقی معنی مقبول ہے
مثال = کل مملوک طے رہو جس سے جب کسی شخص نے کیا کہ یہ وہ جو میرا مملوک
ہے اس سے وہ آزاد ہے اب یہاں یہ لفظ مملوک بولا گیا ہے
مملوک کا حقیقی معنی مطلقاً یہ غلام ہے اور مجازاً معنی وہ غلام جو کامل ہے
یعنی ہر لحاظ سے مملوک ہے اور اس مثال میں حقیقی معنی مقبول ہے لہذا
جو مملوک نام لے رہا ہے وہ آزاد ہو گا اور مکاتب اور وہ جس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا
ہے وہ آزاد نہ ہو گا

نفس کلام کی دلالت یہاں پر یہ ہے کہ اس نے لفظ مملوک بولا ہے مطلقاً اور
مطلق کا جمع عدہ ہے اطلاق اگر اطلاق یہاں بہ افراد کامل کہ مطلق جب
بمجا بولا جاتا ہے تو اس کا فرد کامل ہمارا ہوتا ہے تو مملوک کا فرد کامل
مملوک کامل ہے اور وہ مجازاً معنی میں ہے لہذا حقیقی معنی مقبول ہے
مکاتب = جس کو مولا کہے کہ تو آزاد ہے بلکہ تو مجھے ہذا پر رہے دے دے
اب یہ مملوک تو ہے لیکن مملوک کامل نہیں کہ مکاتب رقبہ مملوک ہے
لیکن تعترفاً اور یداً مملوک نہیں تو حقیقی معنی مولا اسکو پہنچ نہیں سکتا
بلکہ یہ اس کے ہاتھ کے کمال نہیں کھا سکتا لہذا جب یہ کامل نہیں تو آزاد نہ ہو سکتا
مگر جب وہ اس کے نیت کرے تو یہ بھی آزاد ہو جائے گا
مثال = مکاتب کے مملوک ناقص ہوتے ہیں جب مکاتب نے اپنے مولا کے بیٹے سے
تمام کر لے اور وہ مولا کے اکلوتی بیٹی ہے اب مولا حریجاً تو یہ بیٹی مائے
کے جگہ آگئی کیونکہ یہی وارث ہے لہذا مکاتب کا نکاح نہیں ٹوٹے گا
اس کا نکاح نہ ٹوٹنا اس بات پر دلیل ہے کہ یہ مملوک کامل نہیں کیونکہ اگر یہ
مملوک کامل ہوتا تو نکاح ٹوٹ جاتا کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے
کہ جب سوا بیوی کا مملوک نہ کامل ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے
لہذا ثابت ہو گیا کہ مکاتب مملوک کامل نہیں ہے

وهذا خلاف المدبر و اقم الولد

مدبر پر مکتب کیے خلاف ہیں۔

مدبر = وہ ہے جو مولد نے کیا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد رہے
اقم ولد = وہ ہے جو مولد نے مٹائی اور عید جنا تو یہ بھی مرنے کے بعد آزاد رہے
اب یہ دونوں کلمہ مولد کے تحت حائل ہیں کہ یہ مملوک کامل ہیں
جب تک مولد مرے یہ اسکے مملوک کامل ہیں لہذا یہ آزاد ہو جائیں گے
لیکن مکتب آزاد نہ ہوگا کیونکہ یہ مملوک کامل نہیں

وانما النقصان في السرقة = یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے
سوال = آپ کی اس بحث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مکتب مملوک کامل نہیں
اور مدبر اور ام ولد یہ مملوک کامل ہیں

اب اگر کوئی شخص قسم یا نذر کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے تو جب مکتب
کو آزاد کرے تو کفارہ ادا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مملوک کامل نہیں اور اگر مدبر
ام ولد کو آزاد کرنے کے صورت میں کفارہ ادا ہو جانا چاہیے لیکن معاملہ
تہارے نزدیک برعکس ہے تم کہتے ہو مکتب کی صورت میں کفارہ ادا ہوگا اور
مدبر اور ام ولد کی صورت میں کفارہ ادا نہ ہوگا یہ الٹے منطق سمجھ نہیں آتی
ج = میں = دنیا کی غلامی روق ہمیشہ کے غلامی اولاد در اولاد۔

۱ مدبر اور ام ولد میں ہم مانگتے ہیں کہ یہ مملوک کامل ہیں لیکن رقیبت ناقص ہے
کیونکہ مولد کے مرتے ہی آزاد ہو جائیں گے آزاد ہونا یقین سے لہذا ناقص ہے
۲ مکتب میں مملوک کامل نہیں لیکن رقیبت کامل ہے

کفارے میں تحریر واجب ہے
تحریر = یہ ہے کہ رقیبت کو زائل کر کے حریت کو ثابت کرنا
اب فتمیر رقبہ یہاں لفظ تحریر مطلق ہے تو مطلق کا قاعدہ ہے
المطلق اذا اطلق يراد به الفرد الكامل تو تحریر کا مفرد کامل۔
تحریر کامل تو تحریر کامل تب ہوگی جب رقیبت کامل کو زائل کریں
اور رقیبت ناقص کو زائل کریں تو تحریر بھی ناقص لہذا یہاں تحریر
کامل مکتب کے صورت میں ہے مدبر اور ام ولد میں نہیں لہذا کفارہ
مکتب کے آزاد کرنے میں ہی ہوگا۔

سوال ہے آپ نے کیا کہ عبدبرادر ام ولد میں رقیبت ناقص ہے حالانکہ دیکھا جائے
 تو مکاتب میں رقیبت ناقص ہے وہ اس طرح کہ مکاتب فوراً ہر بار درے سے
 تو آزاد ہو جائیگا لیکن رقیب ناقص ہے جبکہ مولانا درے تو عبدبرادر ام ولد آزاد نہ ہوں
 گئے لیکن ان میں رقبہ کامل ہے

وجہ = تدبیر اور اشتیاد بھی عبدبرادر ام ولد یہ شہر کا فصیح کا احتمال نہیں
 رکھتے مولانا نہیں کہہ سکتا کہ میرے درے کے بعد تم آزاد نہیں ہو لیکن فصیح کا
 احتمال نہیں ان کا آزاد ہونا یقینی ہوا لیکن رقبہ بھی ناقص ہے
 کیا یہ بھی مکاتب فصیح کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ہر بار نہ کہہ سکتے
 تو عدلا کو کیسے کہہ سکتے ہوں غلامی میں ہے تو اب فصیح ہو گیا دوبارہ
 غلامی میں آگیا یہ آزاد ہونا یقینی نہیں لیکن رقبہ بھی کامل ہو گئی

۵۲

الثالث قد تترك الحقيقة

کبھی کبھی سیاق کلام کی دلالت کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے
 مطلب = کبھی کبھی کلام سے بڑے یا بعد میں قرینہ لفظ پیدا ہوتا ہے جو اس بات
 پر دلالت کرتا ہے کہ ہمارے کلام کا حقیقی معنی متروک ہے
 مثال = جب کسی عہدے نے کہا حزقی ستم کے لیے انزل تو وہ آ کر آیا
 تو امانہ دیا جائے گی

مطلب = حزقی لوگ قلعہ میں محصور ہیں عہدے نے اسکا احاطہ کر لیا
 حزقی جان گئے اب ہم مارے گئے وہ دیوار سے جھانکتے ہیں تو کہتے ہیں کہ
 ہمیں پناہ دو عہدے کہتا ہے انزل لیکن اب امانہ دیا جائے گی
 (۲) اگر عہدے کہے انزل انہ کنت رحلا تو اگر صدمے تو انہ کنت رحلا
 یہ لفظی قرینہ بات پر دلالت کرتا ہے کہ اب امانہ نہ ہوگی حقیقی معنی
 امانہ سے سکن ہمارے سیاق کلام کی وجہ سے حقیقی معنی متروک ہے
 (۳) اگر حزقی کہے امانہ امانہ عہدے بھی امانہ امانہ کہے تو اب
 امانہ دی جائیگا کیونکہ کوئی لفظی قرینہ نہیں

یہی اگر مسلم ہے امان غفر میں جان ہے گا توفہ جو مندر والا ہے کل نہ صلا کر
 یہاں تک کہ تو دیکھ لے اب یہاں لفظی تفسیر بتا رہا ہے اگر اترا آیا تو سزا
 ہوگئی نیز سیاق کلام کے وجہ سے حقیقی معنی متروک ہے امان نہیں
 دی جائیگی

(۵) درہوقال استری اگر کسی شخص نے کہا کہ میرے لیے لونڈی ضرور تاکہ وہ
 لونڈی میری خدمت کرے اب مرکل اندھی یا ٹولے ننگری لونڈی سے آیا
 تو اسے لونڈی کہ رقم مرکل اور مرگے موکل نہیں دے گا کیونکہ
 لستخر صنی کا تفسیر میں کہ وجہ سے موکل کے شرط نہیں پوری ہوئی
 (۶) قال طے استری کسی شخص نے کہا کہ میرے لیے لونڈی ضرور آئی کہ
 میں اس سے عطی کروں اب وہ اسکی رضائی نہیں ہے آیا تو ابھی
 جیٹی یعنی رقم مرکل پر ہوگئی موکل پر نہ ہوگئی کیونکہ حتی اطاھا
 یہ لفظی تفسیر ہے حتی وجہ سے موکل یعنی حقیقی بندے پر رقم نہ ہوگی

۳
 وعلیٰ هذا قلنا سیاق کلامی حالات

قولہ علیہ السلام = سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی کے کھانے
 میں جب مکی گرجائے تو دس اسکو ڈبو دو پھر نکالے لو کیونکہ دیکھا کہ
 ایک بڑے میں ثقافے دوسرا میں بیماری اور وہ ثقافالا پر ہے داخل کرتی ہے
 بیماری والا بعد میں لہذا تم پوری ڈبو دو تاکہ بیماری ثقافا میں تبدیل ہو جائے
 خامقوۃ = یہ امر کا حیفہ ہے اس کا حقیقی معنی جو خوب ہے کہ ہم
 پر واجب ہے کہ ہم اس کو ڈبو دیں
 مجازی معنی نہیں ہے یعنی ڈبو یا نہ ڈبو

اب یہاں پر سیاق کلام کی حالت کے وجہ سے اسکا حقیقی معنی متروک
 ہے خاندانی احمدی یہ لفظی تفسیر بتا رہا ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام
 نے یہ امر واجب کہے لیے نہیں فرمایا بلکہ اُقت پر شفقت اور استری
 کہے لیے لہذا سر استجابی ہے تو سیاق کلام کے وجہ سے حقیقی معنی کو
 چھوڑ دیا گیا ہے

قولہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء

انما تصاعی علیہ الرحمہ کا موعود = قرآن پاک میں امام اعظم علیہ الرحمہ کا موعود = یہاں پر آیت کریمہ زکوٰۃ کے جتنے بھی مصارف مذکور ہیں اس سباق کلام کے وجہ سے حقیقی معنی متروک اور مصارف میں سے ہر ہر مصرف کو زکوٰۃ ہے

حیثا ضروری ہے لہذا اگر ان آٹھ میں سے کسی ایک کو زکوٰۃ تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس طرح ہر مصرف کے کم از کم تین ضروریات کو زکوٰۃ حیثا ضروریات لہذا اگر وہ کو دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی

درلیل انما الصدقات للفقراء ہر مصرف کے بعد و آؤ کا ذکر ہے مگر عام مفہود مطلقاً جمع کے لئے آتی ہے لہذا آٹھ کے مجموعے کو زکوٰۃ دینا ضروری ہے اس طرح ہر مصرف کو جمع کے صف سے تعبیر کیا گیا ہے لہذا جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے اب تین کو حیثا ضروریات ہے اب آٹھ کو تین سے ضروریات ہیں تو کل 24 بن جائیں گے لہذا ان تمام کو زکوٰۃ دینا ضروری ہے

درضاحت = خیر الخویجہ نامی منافق رگزار عبد اسلام کے بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے اس نے کیا اعتراض کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف کیجئے تو ہمارے اسلام نے فرمایا میں عدل نہیں کروں گا تو عدل کو نہ کرے گا کیونکہ ہمارے اسلام مولف قلوب کو زکوٰۃ زیادہ دیتے تھے تاکہ وہ اسلام کے زیادہ خدمت کرے اب منافقین اصل میں زکوٰۃ کے حقدار نہیں تھے پھر بھی ہمارے اسلام شفقت کرتے ہوئے دیتے رہے لیکن انہوں نے طعن کرنا شروع کر دیا کہ آپ علیہ السلام انکو زکوٰۃ کیوں دے رہے ہیں تو اب

انما الصدقات للفقراء اس آیت کو اس لیے لایا گیا تاکہ منافقین کے امیر کو ختم کر دیا جائے کہ وہ زکوٰۃ کے حقدار نہیں بلکہ یہ آٹھ مصارف ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو زکوٰۃ دے دے تو ادا ہو جائے گی جو 24 کو دینا لازم نہیں دیتا سیاق کلام کے وجہ سے اب اس کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے تو ادا ہو جائے گا

الرابع قد تنزل الحقيقة

کبھی کبھی لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے متکلم کے طرف سے

حالات کے حصے سے

مطلب = متکلم کو خدات میں ایسا معنی پایا جاتا ہے جو اس بات پر حالات

کرتا ہے کہ لفظ کا حقیقی معنی متروک ہے

مثال = ضرر شرار فلیثومن و من شرار فلیثکفر

جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے اب یہاں دونوں مفسرین

اور مفسرین امر کے مفہم ہیں حقیقی معنی = جو ایمان لائے لا ٹلجایا ہے

اس پر ایمان لانا واجب ہے اور جو کفر کرنا چاہتا ہے اسی پر کفر کرنا واجب ہے

کیونکہ امر کا حقیقی معنی الا امر للوہوبہ یعنی یہاں پر حقیقی معنی متروک

ہے متکلم کے طرف سے حالات کی وجہ سے یعنی متکلم کے خدات میں

ایسا معنی پایا جاتا ہے کہ یہاں حقیقی معنی متروک ہے کیونکہ متکلم اللہ تعالیٰ

کے خدات ہے اور وہ حکیم ہے کفر قبیح ہے اور حکیم کبھی کبھی قبیح

بات کا حکم نہیں دیتا لہذا یہ حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ محض یہاں

نہ جہاں تو بیخ کے لیے ہے ڈالنا دھمکانا وغیرہ

و علیٰ هذا قلنا

جب کسی شخص نے مکیں بنایا کسی کو گوشت کے خریدنے کا اب

لمحمد = کا حقیقی معنی ہے گوشت مطلقاً کچا جو یاں کا اب متکلم کے

حالات کو دیکھا جائے گا طرح کی حالت ہو گئی اس سے اعتبار سے معنی

مراد لیں گے

اگر متکلم صاحب ضرر ہے وہ کسی کو لیتا ہے کہ گوشت لاؤ اب سفر صالحی حالت

تقاضا کرتی ہے کہ بھنا ہوا اور پکا گوشت لایا جائے اگر مکیں کچا گوشت

لے آیا تو میرا ضرر ہی ہے لہذا اس گوشت کے پیسے مکیں ہی دے گا کیونکہ

مکیں کے خدات میں حالت = ضرر ہے حکم و وجہ سے حقیقی معنی متروک

ہے اگر متکلم صاحب خاند ہے وہ کسی کو لیتا ہے کہ گوشت خرید لاؤ

اب اس میں اقامت علیٰ حالت جو تقاضا کرتی ہے کہ کچا گوشت لایا جائے

تاکہ وہ اپنے گھروں سے بکوا کر کھا سکے

اگر وہ شخص یہ نہ ہو یا یہ گناہ سے ہے آتا تو وہ سے کہیں دے گا کہوں حقیقی

معنی حالت اقامت کی وجہ سے متروک ہے
ومن هذا النوع بحسن في الفور = حقیقی معنی کو حور نے کی نوعی عزیز ملنا

یہیں فور یہ خارق القیور سے صاف فور سے اس کا مطلب یہ اندیشہ کا اٹلنا

اصطلاحی معنی ہے وہ قسم جو عقد کے حالت میں اٹھا کر لے جائے

مثال = اخرا قال تعالیٰ تفرد معی =

بکرنے زید کو خوب سے مارا اس کے بعد بکرنے زید سے کہا تو آ میرے ساتھ

ناشتہ کر اب زید عقد کے حالت میں کہتا ہے اللہ کے قسم میں ناشتہ نہیں کروں

گا لا اخذ معی = کا حقیقی معنی ہے کہ میں کہیں بھی ناشتہ نہیں کروں گا لیکن یہاں

یہ حقیقی معنی متروک ہے متکلم کے خیرات میں ایسا معنی ہے فور کا قسم والا جو اس بات

پر حرالت کرتا ہے غلط محال والا ناشتہ نہیں کروں گا

رضاحدث = لہذا اگر زید اسی وقت اسی متکلم کے ساتھ ناشتہ کرے اس کے

گھر میں حیانت ہو جائیگا ورنہ اگر وہ میں ناشتہ کسی دوسرے کے ساتھ یا دوسرے

جگہ کسی بکر کے ساتھ ناشتہ کر لے تو حیانت نہ ہوگا

و کذا اخرا قاضی المسألة =

جب کوئی عورت کھڑی ہوئی اسی نے گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو اس کے

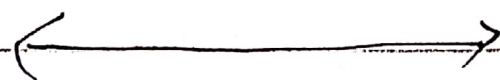
سویہ نے کہا کہ انے فرج نہ نکلے اگر تو نکلی تو تجھے طلاق ملے اس

انے فرج کا حقیقی معنی ہے صا بھر نکلی تو طلاق ملے لیکن حقیقی

معنی متروک ہے متکلم کے وجہ سے کیونکہ اس نے عقد کے حالت میں اور

مراد بدعی الحان خروج ہے اگر اسی وقت نکلے تو طلاق ورنہ ہو جائی گی

بعد میں دوسرے دن نکلے تو طلاق نہ ہوگا



انخاص قد شرت الحقیقہ

کمر کمر لفظ کے حقیقی معنی کو ملحوظ رکھنا چاہئے یا نہیں طور کہ بعض عمل
کلام کے دلالت کے وجہ سے ہاں طور کہ وہ عمل لفظ کے حقیقی معنی کو قبول
ہے نہیں کرتا

مثال ان عقاقیر کا احمرہ اگر نکاح کے مجلس میں عورت کیسی ہے کہ
بعد نفی لک میں نے اپنے آپ کو بیٹا مرد نے کیا قبلت

اب بحث کا حقیقی معنی ہے بیٹا اور عجزی معنی اہل باب

اور یہاں پر لفظ کا حقیقی معنی مشرک عمل کلام کے دلالت کے وجہ سے

بعض میں عمل پر یہ لفظ بولا گیا ہے وہ حقیقی معنی کو قبول نہیں کرتا

کیونکہ آزاد عورت کی بیعت نہیں ہو سکتی عجزی ہر اس کے نکاح منقذ ہو جائیگا

مزید حد تک تصدیق نفی لک صلت نفی لک و صفت

نفی لک حقیقی معانی صدق کرنا ملکیت میں آنا حصہ ہونا یہ سارے حراز

ہیں ہو سکتے کیونکہ آزاد عورت محل ایسا ہے کہ وہ انکو قبول نہیں کرتا لہذا

عجزی معنی ہے کہ اہل باب نکاح ہوگا

قولہ لعلی = کسی شخص نے اپنے غلام کو کہا صلا ابی لیکن اسکا

نسب معروف ہے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے اب صلا ابی کا حقیقی معنی

ہے بیٹا اور عجزی معنی ہے حریت لہذا یہ محل ایسا ہے کہ حقیقی کو

قبول نہیں کرتا کیونکہ نسب مشور ہے اور دوسرے بیانات یہ ہے کہ حقیقی بیٹا

غلام نہیں بن سکتا لہذا عجزی معنی ہے کہ غلام کے حریت ثابت ہوگئے

قولہ لعلی = وہ اس شخص کے غلام کو کہتا ہے صلا ابی لیکن وہ غلام

لیکن وہ غلام غمگین کے لحاظ سے بڑا ہے ۱۸ سے ۱۱۸ اب حقیقی معنی بیٹا

ہونا عجزی معنی حریت اب یہ محل ایسا ہے کہ حقیقی کو قبول نہیں کرتا

کہ آج تک اتنا بڑا غلام ہو جو بیٹا ہو جائے یہ بیعت نہیں لہذا عجزی معنی حراز ہے

حریت لیکن اس میں اختلاف ہے

صاحبین کتب میں کے نزدیک عجزی معنی ہے اعتبار سے خلیفہ ہے لہذا اس کا حکم درست

ہیں کہ بڑا بیٹا ہو ہی نہیں سکتا باریج

امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک عجزی حقیقی کا خلیفہ ہے
لفظ کے حق میں ترجمہ نزدیک درستی ہے غلام آزاد
ہو جائے گا

لہذا کلام لغوی ہوگا

فصل فی متعلقیات - الثمونی

متعلقیات کا معنی ہے استدلال۔ فصل ثانیہ سو فیروانی سے نفوس سے

استدلال کے بیان میں۔ ایسی جملہ باتوں سے مجتہد مسائل نکال

سکتا ہے عبارت النفس إشارة النفس حرالالت النفس اقتضاء النفس

انکی مراد ہے = مستدل جو استدلال کرنے والا ہے یا تو

نفس کے لفظوں سے استدلال کیڑے گا یا نفس کے معنی سے استدلال کیڑے گا

① اگر مستدل نفس کے لفظوں سے استدلال کیڑے گا حکم ثابت کرے اب اسکی

دوسری بات یہ کہ اس حکم کے لیے کلام کو چلایا گیا ہے یا نہیں

اگر چلایا گیا ہے تو یہ نفس اس حکم کے لیے عبارت النفس ہوگی

اگر اس حکم کے لیے نہیں چلایا گیا محض لفظوں سے سمجھا جا رہا ہے

تو یہ نفس اس حکم کے لیے اشاره النفس ہوگی

② اگر مستدل نفس کے معنی سے استدلال کیڑے گا حکم ثابت کرے تو یہ معنی دو

حال سے خارج نہ ہوگا یا تو یہ معنی تفکر و تامل سے معلوم ہوگا

یا نہیں اگر معلوم ہو جائے تو یہ حکم حرالالت النفس ہوگی

اگر معلوم نہیں ہوا تو دیکھیں گے کہ اس عبارت کو حجت شرعی یا عقلی

اسی معنی سے موقوف ہے یا نہیں اگر موقوف ہے وہ اقتضاء النفس ہوگی

اگر موقوف نہیں تو وہ استدلال۔ خاصہ میں سے ہوگا مونیہ بالمل

عبارت النفس = وہ ہے جس کے لیے کلام کو چلایا جائے اور اسکے ساتھ قصداً

الاداء ہو کر لیا گیا ہو = (نویس کو دیکھنا توڑی کو دیکھا جائے)

إشارة النفس = وہ ہے جو محض لفظوں سے ثابت ہو لیکن نہ ہی کچھ زیادتی

کرنا پڑے اور وہ ہر لحاظ سے ظاہر نہ ہو اور نہیں اس کے لیے کلام کو

چلایا گیا ہو

مثال :- للفقراء المهاجرين الذين افرجوا من ديارهم

اس آیت کریمہ کی چلایا گیا ہے مہاجرین کے حال غنیمت کے استحقاق

کو بنیاد کرنے کے لیے لیکن مہاجرین فقراء حال غنیمت کے حقدار

ہیں لہذا اس سلسلے میں یہ عبارت النفس ہے

اور اس کے لفظوں سے عہد حرمین کا فقر ثابت ہو رہا ہے اس سلسلے میں یہ اشارہ

انفس ہے عزیز اشارہ پر دلیل چ فکا نے اشارہ

گھیا کر کفار اگر صلواتوں کے حال پر غلبہ کریں تو انکی ملکیت ثابت ہو جائے گی

کیونکہ اگر عہد حرمین ہیں اس حال کے حال میں تو انکو فقیر کہنے کا کیا

مقصد پیدا کفار کی ملکیت ہو گئی

فمنخرج منه الصلوات

(۱) استدلال یعنی اگر کفار قبضہ کریں حال پر تو ملکیت ثابت ہو جائے گی

(۲) اگر کوئی صلوات تاجر تجارت کی غرض سے دارالحرب میں چلا جائے جو فوج

کا قودہ اسے کی ملکیت میں ہوگا کیونکہ بیع و شراعت مندرجہ سے ہوئی ہے اب

کوئی دوسرا مسلمان اسے حال کو لینے کا حق قدر نہ ہوگا اگرچہ اسی کا بیو

اور وہ تاجر اس حال میں تصرف کر سکتا ہے بیع کرنا مہرہ کرنا اور آزاد کرنا

(۳) ثبوت الاستعناہ حال غنیمت لینا نہ کا ثبوت یعنی اگر دوبارہ

صلوات جنگ لڑ کر کے حال و اسے آئیں تو وہ حال غنیمت ہوگا سب

بیت (حال میں جائے گا۔

(۴) غازی کے بے ہیں ملکیت ثابت ہو جائے گی کیونکہ اس نے اپنی کوشش سے لڑائی

ادائیج کیا غازی بن گیا لہذا جو مال لائے اس کی ملکیت میں ہوگا کوئی دوسرا شخص

غازی کے ہاتھ سے وہ حال نہیں بکھینچ سکتا

(۵) تفریطاً یعنی لائی ہوئی لونڈی سے وطی وغیرہ کرنا اور آزاد کرنا جائز ہے

→ ←

مرکز لکھ قولہ تعالیٰ احلّ لكم ليلة الصيام

قولہ اتصوا بالصيام الحی الی

اس آیت کریمہ کے چلانے کا مقصد یہ ہے کہ روزے کی حالت میں مباح و حرام

سے بیکر غروب آفتاب تک کھانا پینا جماع کرنا حرام ہے اور

غروب آفتاب سے بیکر صبح صادق تک کھانا پینا جماع کرنا جائز ہے

لہذا اس سلسلے میں یہ مبارکہ النفس اور محض لفظوں سے ثابت

ہو رہا ہے کہ جنابین روزے کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے

روزہ اہل سنت کے لیے ضروری ہے کہ صوم کے دن کو کھانا نہ کھائے اور نہ پانی پیے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔

۱۔ صوم کے دن کھانا نہ کھائے اور نہ پانی پیے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔

سوال: روزہ افطار کا نام (المعجم) ۷۸۔ صوم کے دن کھانا نہ کھائے اور نہ پانی پیے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔

۲۔ روزہ کے دن کھانا نہ کھائے اور نہ پانی پیے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صوم کے دن کھانا کھائے اور نہ پانی پیے، تو اس کا صوم باطل ہے۔

اہم دفعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا رد = اس نے جو حدیث پیش کی ہے الاحیاء بحسن الخیر فیہ العیام
 یہ حدیث خبر واحد سے اور ہم نے مسئلہ ثابت کیا ہے اشارۃ النفس سے اور اشارۃ النفس
 یہ خبر واحد پر ترجیح کی حیثیت سے قوی ہے

(۲) اگر حدیث کا مطلب ہے کہ میں نے لات سے نیت نہیں ادا کی ہے صلیح ۸۰۰
 بچکرے اسکی نیت یہ ہی ہوگی کہ صلیح صاف ہے سے لیکر غرور بہ آفتاب تک میرا
 دعوہ ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صلیح صاف ہے سے پہلے نیت نہ نافذ ہو کر کہہ
 لینا یہ ایک احتمال ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال لہذا نہ اہم دفعی علیہ الرحمہ کو دلیل
 بنائیں اور نہ اہم صاحب کہہ اس سے استدلال کرنا ہی درست نہیں

مرآۃ الدلائل

تعریف = وہ معنی ہے جو حکم مفعول علیہ کی علت کے طور پر جانا جائے لغت کے اعتبار
 سے نہ کہ اجتہاد اور استنباط کے اعتبار سے

مرضاحت = دلالت النفس یہ معنی ہے ہی ثابت ہوئے ہیں جس مسئلہ میں حکم موعود کیا
 ہو وہ اسکی علت تلاش کر کے وہ علت کو عام کرتے جا کر کہ دلالت النفس ثابت ہوئی جائے گی
 جیسے شراب حرام ہے اسکی علت نشہ ہے اب نشہ والی ظن میں ہیں جو موعود موعود ہے
 اس لحاظ سے یہ دلالت النفس ہوگی

مثال = ولا تقل لہما اف ولا تنصرہما = ابو الدین نہ آف ہو اور نہ انکو
 جھڑکو اب یہ دونوں صیغے بھیجے گئے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ یہ ختم کئے گئے آتی ہے
 لہذا والدین کو آف نہ دینا یا جھڑکنا یہ حرام ہے

مرضاحت = اب یہ حکم ایسا ہے جو مفعول علیہ ہے اب نہ نافیف البویں حرام ہے
 اسکی حرام ہونے کی علت کیا ہے اور علت لغت کے اعتبار سے تلاش نہیں گئے۔
 کہ عرف عام میں اگر کسی کو آف نہیں یا جھڑکیں تو اس سے اسکو تکلیف ہوئی ہے
 لہذا ایلام داری علت کی وجہ سے والدین کو تکلیف دینا بھی حرام ہے
 ایلام ہمیں علت مل گئی جس سے ہم دلالت النفس ثابت کرتے جاتے ہیں

حکم ہذا النوع = دلالت النفس کا حکم یہ ہے کہ علت کے عام ہونے کی وجہ سے مفعول
 علیہ عام ہوتا جائے گا جہاں جہاں ایلام داری علت پائی جائے گی وہ حرام ہوتا
 جائے گا جب افہ بے سے تکلیف تو ہمیشہ ملنے سے تکلیف زیادہ ہے لہذا ایلام داری
 کیا حکم ثابت ہو گیا کہ انکو آف نہ دینا یا جھڑکنا حرام ہے تو دوسری تکلیفیں جتنا بھی حرام

و لہذا المعنی ہے یعنی علت کے عام معنی کی وجہ سے حکم ہوتا جائے

والدین کو مارنا ۲۔ قتل زنا قصاص ۳۔ گھامی دینا ۴۔ باپ سے خدمت لینا جاری کے سب
والدین کو قید کرنا قتل کے وجہ سے یا کوئی دوسرے افعال جو ایل و ای سے
حرام ہیں کیونکہ ان میں ایل و الا معنی پایا گیا لہذا علت عام ہوئی حکم بھی عام ہو گیا حرمت طلا
نہی حرالۃ النفس بمنزلۃ النفس = دلالت النفس یہ عبارتہ النفس کے مرتبہ میں ہے
کہ صراح عبارتہ النفس سے حدیں اور سنائیں ثابت ہوتی ہیں اجماعی طرح دلالت النفس
سے بھی سنائی ثابت ہو رہی ہے۔

قال أصحابنا رحمہم اللہ۔ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ جہاد بوجہ کرکھانا پسنا اور جماع کرنا
ان صورتوں میں کفارہ واجب ہے اجماع کرنا جہاد بوجہ کرکھانا کفارہ اور انکار واجب ہے
عبارتہ النفس کہ وجہ سے کیونکہ وہ ثابت کر دیا احوالہ نفس بیلۃ الہیام کے ذریعے
کہنا پسنا اگر کوئی شخص جہاد بوجہ کرکھانے کو کفارہ واجب ہے لیکن کسی آیت یا حدیث
میں اسکی صراحت نہیں ہے تو دلالتہ النفس سے ثابت کیا جائے کہ کفارہ واجب ہے
دلالتہ النفس کیسے = سرکار علیہ السلام کو بارگاہ میں آئیں محابی حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مصلحت واحد مصلحت میں ملاک ہوا اور ملاک کر دیا کہ میں نے جہاد بوجہ
جماع کر لیا ہے تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ کفارہ ادا کرو غلام کے ذریعے یا ساڑھ روز
دکو اگر نہیں تو ساڑھ سو سنو کو کھانا کھلاؤ اس نے عرض کیا طاقت نہیں رکھتا
کچھ دیر کے بعد ایک محابی رضی اللہ عنہ کچھ روں کا ٹوکرا لے آئے سرکار علیہ السلام نے فرمایا
کہ یہ فقیر کردہ عرض کیا میں یہ زیارہ غریب ہوں فرمایا حلو تم خود میں کھانا
کرو تو اس سے پتہ چلا کہ کفارہ ادا کرنا ضروری ہے علیحدہ بات ہے کہ
سرکار علیہ السلام نے اسکی محبوبہ یا رے دیکھ کر حکم میں تخفیف کر دی لیکن کفارہ ضرور
ادا کرنا ضروری ہے کہ اس میں جہاد بوجہ کرکھانا۔ حرامی علت ہے لہذا اگر کوئی شخص
جہاد بوجہ کرکھانے یا رے لے تو اس کے لیے کفارہ ادا کرنا واجب ہے
یہ علت کہ وجہ سے حکم ثابت ہوا اسی کو دلالتہ النفس کہیں گے
دوسری اعتبارہ هذا النفس = جماع و جہاد یہ علت ہوگی مرہاں ویاں حکم ہوتا رہے
گا اگر کسی علت نہ ہو تو حکم نہ ہوگا

قال الامام القاضی = امام قاضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی قوم ہے کہ انکے عرف میں
اف بطلان عزت استعمال ہوتا ہے تو اب ان کے لیے اُف کہنا حرام نہیں ہے
کیونکہ ایلاہ والی علت نہیں تو صرمت والا حکم سے گئے گا۔

← ۴۹ →

و كذلك قلنا في قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلاة
جب نداء دیا جائے نماز جمع کے لیے فاسعوا الى فرائضکم وروزہ اللہ کے فرائض طرف
اور بیچ چھوڑ دو لیکن بیچ کو چھوڑنا اور روزہ فرائض سے بیچے حرام ہے
علت = بیچ کے حرام ہونے کی علت شرک سے الی الجمع سے لینا
جس میں شرک سے الی الجمع ہوگا وہ حرام ہوگا
بالفرض = کہیں پر شرک سے الی الجمع والی علت نہ ہو تو صرمت والا حکم نہ ہوگا
کہ جو شخص ایسے شخص یا نفع پروردگار مقتدی وہ کسی میں سوار ہو کر جامع مسجد
کے طرف جارہے ہو تو راستے میں بیچ کرے تو یہ حرام نہیں کیونکہ وہ تو
سجہ پر عمل کر رہے لیکن علت ہو تو اس کی کو دالالت النفس کہتے ہیں۔

در حکم هذا قلنا

۱ اخ ا حلف لا یفرب امراته = جب کسی شخص نے قسم کھائی وہ صورت کو نہیں چارے گا
دس اس نے اپنی صورت کے بالوں کو کھینچا یا کاٹا اسکو یا گلا گھونٹا تو اسکو دو
صورتیں ہیں کر صر دے مختص کہ حالت میں ایسا کیا تو حائن ہوگا کیونکہ
ایلاہ والی علت پائی گئی اگر ہمیں کہو دہائی حالت میں اپنی بیوی کو کاٹا وغیرہ
تو حائن نہ ہوگا کیونکہ ایلاہ والی علت نہیں پائی گئی۔

۲ لا یفرب ضرافاً = اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں کو نہیں چارے گا
اگر اس نے صر دے بعد اسکو مارا تو حائن نہ ہوگا کیونکہ ضرافاً اعتبار سے ایلاہ
نہیں پایا گیا۔

۳ لو حلف لا یتکلم = اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ فلاں سے کلام نہیں
کرے گا اگر اس کے صر دے بعد کلام کیا تو حائن نہ ہوگا کیونکہ کلام سے حرام
افہام و تفہیم ہوتا ہے صر دے کیا افہام و تفہیم کرے گا لیکن علت نہیں
تو حائن نہ ہوگا۔

اخر اختلاف لا یا کل لجمًا = اسی معنی کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ

اگر کسی شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا اگر مجلس یا مٹھی کھائی

تو صاف نہ ہوگا اگر انسان یا خنزیر کا گوشت کھالیا تو حائض ہو جائے گا

علت = گوشت سے مراد وہ گوشت ہے جو خون سے پیدا ہو تو مجلس اور مٹھی

کا گوشت خون سے پیدا نہیں ہوتا لہذا علت نہ ہونے کی وجہ سے حائض نہ ہوگا

→ ۵۵ ←

آقا محققین = مراد اقتفاء النفس ہے

تحریر = اقتفاء النفس جس سے زیادتی ہے نفس پر ایسی زیادتی کہ نفس کا معنی

ثابت نہیں ہوتا مگر اس کی زیادتی کے ساتھ گویا کہ نفس خود تقاضا کرتی ہے کہ زیادتی

کی جائے تاکہ اس کا معنی صحیح ہو جائے

مضامرت = اقتفاء النفس زیادتی ہے اگر زیادتی کا لحاظ نہ کیا جائے تو معنی ثابت ہی نہ ہوگا

مثال = محی الشریعہ انت طالق =

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا انت طالق تو طلاق مرالی سے حالانکہ طلاق مر

نہیں تو طلاق مرالی سے ہو گئی لہذا اس کا معنی صحیح کرنے کے لیے عبارت میں

ذیادتی کرا بڑے گی تاکہ اس کا معنی صحیح ہو جائے لہذا عبارت میں زیادتی نہیں تو

من جائے گی طلاق طلاق انت طالق لہذا معنی واضح ہو گیا اسی کو اقتفاء النفس

کہتے ہیں وہ = انت طالق یہ صورت کی صفت ہے یہ مصدر کا تقاضا کرتی ہے جسکی وجہ

سے عبارت سے محذوف نکالی تو یہ اقتفاء النفس ہے

اخر افعال = علق عبدک = جب کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ تو اپنا

غلام آزاد کر میری طرف سے ہزار درہم کے بدلے دوسرے نے کہا اعلقتک

کہا تو آزادی متحقق ہو جائے گی اس کے طرف اور ہزار روپے واجب ہوں گے

اور اگر وہ اس غلام سے کفارہ کا نیت کرے تو وہ بھی صحیح ہے

فواللہ کے لائن قول = سوال = حاقیل بحث میں نہ یہ جواب و قبول سے

نہ ایڈوانس ہے نہ قبضہ ہے پھر بیع یہ ثابت ہوگا

راج = یہ عبارت اقتفاء النفس سے یعنی زیادتی کا تقاضا کرتی ہے تو یہ اس

کی عبارت میں زیادتی نہیں گئے

اعتقاد یعنی ہالف درصم سے آزاد ہو کر میرے تو اسکو بیع نہیں ہوا درصم
 بدے پھر تو میرا رکس ہو گیا آزاد کرنے میں پس تو آزاد کر تو لینا ہمارا بیع
 اقتداء النفس کے طریقے پر ثابت ہو گئی ہیں بات ایجاب و مقبول کی تو یہ بیع
 رکس ہیں اور شے کا رکس شے میں داخل ہوتا ہے لینا جب بیع ہو گئی تو اس میں
 ایجاب و مقبول بھی ثابت ہو گئے

مہذا قال ابو یوسف علیہ الرحمہ
 جب کہ شخص نے کہا تو آزاد کر اپنے غلام کو میری طرف سے بغیر شے کے درکہ
 نے کہا میں نے آزاد کیا تو آزادی افسر کی طرف سے ثابت ہو جائے گی
 گو یا کہ اس کا کلام بغیر شے یہ تقاضا کرنا کہ میرے تو اسکو مجھے عہد کر لبر میں
 میرا رکس بن کر آزاد کر دے عہد عبد اللہ بن اوس
 لا یحتاج یہ عبارت سوال مقدر کا جواب ہے

سوال = عہد آئے نے ثابت کیا عہد میں قبضہ ضروری ہے جب قبضہ نہیں ہوا تو
 یہ غلام مامور کی طرف سے آزاد ہونا چاہیے
 راج = جس طرح بیع میں ایجاب و مقبول کا فرس آ گیا تھا اسی طرح عہد میں
 بھی قبضہ کا فرس آ گیا عہد میں بیع میں ایجاب و مقبول رکس ہیں یہاں قبضہ رکس
 ہے جب عہد ثابت کیا تو شے کا رکس شے میں داخل ہی ہوگا

مرکننا فقول = طریقہ کریمیں کا مذہب
 آپ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں غلام مامور کی طرف سے ہی ادا ہوگا افسر کی
 طرف سے آزاد نہیں ہو سکتا کیونکہ بیع کے مسئلے میں ایجاب و مقبول رکس تھے
 تو قاعدہ کے مطابق انکو بیع میں ثابت کر دیا لیکن قبضہ عہد کے ہے
 شرط ہے اور شے کی شرط شے سے خارج ہوتی ہے ماننا پڑے گا کہ
 عہد ثابت نہ ہوا کیونکہ قبضہ ثابت نہیں تو لینا عہد نام نہیں تو غلام بھی افسر
 کی طرف سے آزاد نہیں ہو سکتا مامور کی طرف سے آزاد ہوگا

حکم الحقتضیٰ

حکم = مقتضی کا حکم ضرورت ثابت ہونا ہے اور جو چیز ضرورت ثابت ہو وہ بقدر ضرورت ثابت ہوگی لہذا مقتضی کا حکم بھی ضرورت ثابت ہوگا

رضاعت = جتنی ضرورت ہوگی اتنا ہی سراد میں لگے

اذا قال انت طالق = اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہاں طلاق تو طلاق طالی ہے اور اس سے تین طلاقوں کی نیت کرتا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے

انت طالق کا معنی صحیح کرنے کے لیے عبارت مقدر یعنی زیادتی کرنا پڑے گی لہذا یہ ضرورت ہے تو اس طلاق سے ضرورت پوری ہو جائے گی تین کی نیت کی تو طلاق واقع نہ ہوگی

وعلى هذا يخرج الحكم

ان الکلیات ولو لم یطعم اگر کسی شخص نے یہاں کہ اگر میں نے کھا لیا تو میری بیوی کو طلاق یا میرا غلام آزاد اب لفظ الکلیت بول کر کوئی خاص کھانا سراد نہیں لے سکتا بلکہ کچھ بھی کھا لے گا تو حاکم ہوگا

مرحله = الکلیت یہ فعل متعدی ہے اور مفعول کا تقاضا کرتا ہے لہذا عبارت میں زیادتی کرنا پڑے گی تو مفعول ثابت کر دیا طعام لہذا طعام کو مقدار مانا ضرورت اور جو چیز ضرورت ثابت ہو وہ بقدر ضرورت ثابت ہوتی ہے اور ضرورت مطلق ضرر سے پوری ہوجاتی ہے مطلق ضرر کچھ بھی کھا لے تو جب ضرر مطلق سے ضرورت پوری ہوگی تو ضرر یہ تخصیص نہیں کر سکتے کیونکہ تخصیص بیان ہوتی ہے جہاں معلوم ہو

عام اور خاص یوں یہ لفظ ک صفت ہیں مقتضی یہ معنی کی صفت ہے اور یہاں پر ہم طعام کو اقتضاء النفس کے طور پر ثابت کیا اور یہ مقتضی بن گیا یہ معنی کے صفت ہے اس میں تخصیص کیے آئے گے حالانکہ یہ تخصیص وغیرہ

لفظوں کی صفت ہوتے ہیں تو پتہ چلا کہ کچھ بھی کھا لے تو حاکم ہوگا لہذا لہذا لہذا = کسی شخص نے اپنی بیوی کو دخول کے بعد اعتدائی کیا اور طلاق نیت کی تو اس کا معنی درست کرنا کے لیے عبارت مقدر میں لگے ضرورت کے مطابق لہذا ایک طلاق رحبی سے اعتدائی کا معنی صحیح ہے مائتہ سراد میں لے سکتے ہیں تو ضرورت پر زیادتی ہے یہ ناجائز ہے لیکر ہی واقع ہوگی

فصل فی ال (۱۵)

بجائے امر اور نہیں بد و نون کتاب اللہ کے خاص ہیں مگر ان دونوں کو علیحدہ
 علیحدہ ذکر کرنا لغت عربی میں سے بد انکی اخصیت کی وجہ سے ہے
 اخصیت = کیونکہ اکثر اہام سرعید انیس سے ثابت ہوتے ہیں باقی میں بہ بات
 سوال = امر کو نہیں پر مقدم کیوں کیا۔

راج = کیونکہ امر سے امر کا مطلوب وجودی شے ہوتی ہے اور نہیں سے ناہی
 کا مطلوب عدمی شے ہوتی ہے اور وجود کو عدم پر فوقیت حاصل ہے اس
 وجہ سے امر کو نہیں پر مقدم کر دیا

الامر في اللغة = کہنے والے کا اپنے غیر کو کہنا۔ افعَل = قول القائل لغيره
 ان افعل كذا تحقيق

قول = یہ بمنزل حسن کے ہیں اور بمنزل فعل کے بھی
 جب قول کیا تو تمام الفاظ آگے اس لحاظ سے یہ بمنزل حسن کے ہیں
 جب قول کیا تو اس سے کہنے والے کا فعل نکل گیا تو یہ فعل ہے
 القائل = یہ دوسری فعل ہے قائل سے مراد مستعملی ہے

مستعملی = اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوئے دوسرے کو افعَل کہنا تو اس سے دعا
 اور التماس خارج ہو گئے کیونکہ ان میں بڑائی نہیں ہے بلکہ چوٹا اور بڑا بڑی ہے
 لغيره = اس سے امر لنفسه خارج ہو گیا یعنی فقط افعَل میں امر کے
 ساتھ خاص نہیں بلکہ افعَل اور يَفْعُل وغيره مراد ہو سکتے ہیں

الامر في الشرع = غیر پر فعل کو لازم کرنے کے اختیار کو امر کہتے ہیں
 مذکور بعض الامور =

علامہ سرخس علیہ الرحمہ نے امر کے متعلق ایسی عبارت پیش کی ہے اور اس کے متعدد
 علماء کرام نے متعدد مفایم بیان کیے ہیں لیکن صاحب کتاب نے ان میں
 سے تین کو لیا ہے اب تین میں سے دو کی تردید اور ایک کی
 تصویب فرمائی ہے وہ عبارت یہ ہے

أَنَّ الْمُرَاد بِالْأَمْرِ يَخْتَصُّ بِهَذَا الصِّفَةِ =
 درجہ

یہاں صحت = امر اور بالخصوص یہ ہے۔ مروجہ خاص ہے اسکی منفی یعنی اِفْعَل

کے ساتھ یہ مفید ہوگا تو مروجہ ہے ورنہ حکم مروجی نہ ہوگا

وضاحت = اِفْعَل اور مامور دونوں محتاج ہیں مروجہ کے لیے اسی اِفْعَل مینے کے اگر

اِفْعَل اِفْعَل کیسے تو مخاطب پر عمل کرنا واجب اور مامور بھی تب عمل کرنے لگا جب وہ

اِفْعَل کا مینہ ہی آیا ہو

باطل = مستحال = بڑا معنی لینا یہ محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ازل سے قسّم ہے

اور اس کا کلام امر ہے نہیں ہے اور اخبار اور استخبار بھی ہے

جب اللہ تعالیٰ ازل سے قسّم ہے تو اس پر بھی ازل سے ہوگا جب امر ازل سے ہے تو مروجہ

بھی ازل سے ہوگا اگر ازل میں سے کسی ایک کی نفی کر دے تو اسکی خرافات میں

نقص لازم آئے گا لہذا امر حکم کا مینہ اور اسکا مروجہ کے لیے مینہ دیتا ہے

لیکن اِفْعَل یہ ازل سے نہیں کیونکہ اِفْعَل یہ صرف ہے اصوات اور صرف سے

اصوات اور صرف یہ حادث ہیں لہذا اِفْعَل حادث ہے اور جو حادث ہو

وہ ازل سے نہیں ہوتا ہے لہذا مان لو کہ مروجہ کے لیے اِفْعَل حادث ہے محال

دوسرا معنی = اِفْعَل خود محتاج ہے کسی بندے پر فعل کو واجب کرنے کے

لیے اسکی اِفْعَل کا

مستحال یہ باطل ہے = آپ نے کیا اِفْعَل محتاج ہے اِفْعَل کا اس کے بغیر

مروجہ نہیں ہو سکتا۔ ہم آپ کو مثال پیش کرتے ہیں کہ وہ مروجہ کے لیے ہے

لیکن اِفْعَل نہیں ہے

کہ شرعی مسئلہ ہے جس تک اسلام کی دعوت اور خلائل سمعیہ اور قرآن

کے آیات نہ پہنچیں ہوں اس پر بھی ایمان لانا واجب ہے جیسے

قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو نہ بھیجتا تو

عقلاء پر واجب تھا کہ وہ اپنی عقلوں سے اللہ کی معرفت حاصل کریں

لہذا یہاں پر کوئی اِفْعَل وغیرہ نہیں لیکن مروجہ ثابت ہے لہذا

دوسرا معنی باطل ہے

تیسرا معنی - صاحبِ بھی بندہ خود محتاج نہ اپنے آپ پر فعل کو لازم کرے
 میں اس فعل کا - بندہ تب عمل کرے گا جب اس کو امر کے ساتھ حکم دیا جائے
 ۱۔ فَصَاحِبُ صحیح یہ معنی صحیح ہے کہ یہی معنی یعنی امر کا منف ہوگا تو
 ہم پر عمل کرنا ضروری ہے اگر امر کا منف نہیں تو ہم پر اس کام کا کرنا ضروری
 نہیں ہے حتیٰ کہ فعل رسول بھی بغیر امر کے ہو تو اس پر عمل کرنا بھی
 ضروری نہیں ہے اصل میں فعل رسول میں افتلا فائدہ

۱۔ فَعَلِ فعل واجب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اہم اعظم علیہ الرحمہ - فرماتے ہیں کہ
 کہ فعل رسول موجود کا فائدہ دیتا ہے مطلقاً فعل رسول موجود کا فائدہ نہیں دیتا
 دلیل - سہار علیہ السلام نے غزوہ خندق
 میں جنگ لڑنے کے بعد یا اس موقع پر روزے رکھے تو آپ کے دو بھائی کہیں صحابہ کرم
 انہیں قضاء نمازیں جو اس غزوہ میں فوت ہوئیں تھیں تو ان کو ادا کرنے کے لیے حجاب
 سے فرمایا کہ صلوات کیا دیتوئی اصلی اور کمزور ہو گئے تو سہار علیہ السلام نے
 تم نماز پڑھو صبح چھ نماز پڑھنا دیکھو ان سے پوچھا کہ تم کیوں کمزور ہو گئے ہو نہیں
 لینا پتہ چلا کہ فعل رسول واجب ہے نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے
 کافائدہ دیتا ہے رمضان کے روزے رکھنا شروع کر دیے ہیں تو سہار علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا

ایک صلی تم میں میری مثل کو نہ دے میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور
 دلاتا ہے لہذا آپ صلی علیہ السلام صحابہ کرام عظیم الرضوان نے تو سختی سے منع کر دیا
 رمضان کے روزوں سے اس سے پتہ چلا کہ فعل رسول واجب کا فائدہ
 نہیں دیتا اگر وہ واجب کا فائدہ دیتا تو سہار علیہ السلام کہیں بھی منع نہ فرماتے
 دوسری دلیل عَنْ احناف ابتدائے اسلام میں لوگ جوتے ہیں اگر خانہ پر دستے
 تھے ایک مرتبہ سہار علیہ السلام نے جوتے اتار کر نماز پڑھی اور پھر صحابہ نے بھی
 جوتے اتار دیے تو سہار علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں کسی چیز نے برا لگنا نہ لیا
 ہے جوتے اتارنے پر مجھے تو حیرت میں آکر بتایا ہے کہ جوتے پر نجاست
 ہے اس وجہ سے میں نے اپنے نعل اتار دیے اگر فعل رسول واجب کا فائدہ
 دیتا تو سہار علیہ السلام کہیں بھی منع نہ فرماتے -

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں امام شافعی اور امام مالک سے یہ دلیل ملے گی
 یہاں پر صلہ کما رایتھونی اصلے میں آپ کما رایتھونی سے فعل رسول کو واجب
 قرار دیا ہے یہ ہے حالانکہ ایسی بات نہیں بلکہ صلہ سے امر سمعہا جار یا ہے
 کیونکہ اگر فعل رسول کما رایتھونی ہی امر کا فائدہ دیتا تو صلہ لانے کی یہ ضرورت
 تھی لہذا یہ نہ ملا کہ صلہ یہ امر ہے ہم امر کے قائل ہیں
 نتیجہ = اتنی بات ضرور ہے کہ جس نام پر سہارہ اسلام نے پھینکنے فرمائی ہو
 امر اسکے ترک پر انکار نہ فرمایا ہو اور آپ علیہ السلام کا خاصہ بھی نہ ہو
 جسے نماز تہجد لہذا ایسا فعل موجب کا فائدہ دے گا

فصل مختلف الناس فی الامر المطلق

امر مطلق = وہ ہے جو لزوم اور عدم لزوم پر درالت کرنے والے قریب سے
 خالی ہو مطلب = نہیں اسکے لزوم پر کوئی قریبہ ہو اور نہ ہی کوئی عدم لزوم
 پر قریبہ ہو یعنی ایسی علامت نہ ہو جس سے پتہ چل جائے کہ ہم پر یہ واجب
 ہے یا واجب نہیں ہو سکتا امر مطلق کہتے ہیں۔

۱ مختلف الناس = بہت سے لوگوں کا امر مطلق کے موجب میں اختلاف ہے
 بعض نے کہا کہ امر مطلق پر توقف واجب ہے یا اگر کوئی قریبہ مل جائے
 تو عمل کرنا واجب ہوگا کیونکہ اس کے کما معانی ہیں۔

۲ بعض نے کہا امر کا موجب اباحت ہے کہ یہ جائز ہے

۳ بعض نے کہا امر کا موجب نذر ہے کہ کوئی نہ نذر ہے بلکہ ہر امر
 صحیح مذہب = امر مطلق کا موجب موجب کے لیے ہے لیکن اگر
 اسکے خلاف کوئی دلیل آجائے یا قریبہ ہو تو وہ میں مراد میں آئے

مثال ما اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون
 ولا تقرءوا هذه السجۃ

یہاں پر استمعوا اور انصتوا لعلکم ترحمون امر حقیقی ہیں اور لا تقرءوا اجتنبوا
 معنی میں ہے یہ امر مجاہد نما ہے

یہ تینوں امر مطلق ہیں ہم پر عمل کرنا واجب ہے

لازم ہے تیرا الامر صحتہً بابت سے امر کے چھوڑنے پر تمہاری بات
 کیونکہ امر کا چھوڑ دینا یہ صحت سے یعنی نافرمانی اور امر کا بجا لانا یہ فرما داری
 حکو اطاعت ہے

قالہ ایما کسی سے اس کے نہیں اس کی وضاحت ہے
 ۱ تو نے فرما داری کی اپنے حکم دینے والوں کی میری محبت کی رکی کا نئے مائے
 ۲ انکو حکم دے انکے محبوبوں کے بارے میں کہ وہ چھوڑ دیں انکو
 ۳ اس اگر وہ تیری فرما داری کریں تو تو بھی فرما داری کر سکتی جس نے تیرا
 فرما داری کی ہے

۴ اور اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو تو بھی نافرمانی کر سکتی جس نے تیری نافرمانی
 کی ہے مراجعہ ہو گا کہ ان کا ایما لانا فرما داری اور نہ بجا لانا فرما داری ہے
 والہ عصیان فیما یرجع الی حق الشرع = ہمارے سے ایسا فائدہ کا بیان ہے
 فائدہ = افعال شرعہ کا چھوڑ دینا یہ سزا کا سبب ہے

تحقیق کے = ہمارے سے بد بات بیان نہ کرنا چاہتے ہیں امر مطلق کا
 موجب موجود ہے اسکی تفصیل کے ساتھ دلیل ایسا خالق کا امر ہے مخلوق پر اس مخلوق کا عقول
 دلیل = فرما داری کرنا مخاطب کے لئے یہ امر کہ ولایت کے حساب سے ہو جائے
 جس طرح کے افسر کو ولایت حاصل ہو گی اسی حساب سے مخاطب پر فرما داری
 لازم ہو گی

(۱) ایسی وجہ ہے کہ اگر امر کے مینے کو تو ایسے شخص کی طرف متوجہ کرے جس پر تیری
 اطاعت کرنا لازم نہیں ہے تو اگر وہ نافرمانی کرے تو سزا کا مستحق بھی نہیں
 (۲) یاد ہے اگر امر کو ایسے شخص کو طرف متوجہ کرے کہ جس پر افسر کی اطاعت
 کرنا ضروری ہے جس طرح کہ مائیں کا غلام وغیرہ اب اگر غلام نافرمانی کرے
 تو وہ سزا اور شہر عا سزا کا مستحق ہو گا

عرضات = فعلیہ صہذا عرفنا اسمیہ قاعدہ صفا جہ سے معلوم ہو گیا
 کہ مخاطب پر فرما داری افسر کی ولایت کے حساب سے تو یہم نے جاننے لیا کہ
 اللہ تعالیٰ کائنات کے خدائے خدائے کاما کہ ہے جو ہمیں علم سے موجود میں لایا
 اور ہم لایا ہی غنود کی برسات کی اگر اسکی نافرمانی کریں تو بد جہاد کی سزا کا مستحق ہو گا
 یہ ہے حلا امر مطلق و جواب کے لئے ہے اسکی لئے تو سزا ہے ورنہ نہ بجا لانا میں سزا میں

فصل ۱۱ امر بالفعل لا یقتضی التکرار

نوٹ = کسی فعل کا امر تکرار کا تقاضا کرتا ہے یا نہیں اس میں چار مندرجہ ہیں
 ۱) ضد پر اور کوئی ابو اسحق الاسفرائینی اور عبد القادر بغدادی کے نزدیک امر بالفعل تکرار کا
 تقاضا کرتا ہے بشرطیکہ تکرار سے کوئی قرینہ یا دلیل مانع نہ ہو
 ۲) بعض اعماب شوافع کے نزدیک امر بالفعل تکرار کا تقاضا نہیں کرتا یا تکرار کا احتمال
 دکھاتا ہے دوسرے نظریوں میں پورا ہوگا کہ تکرار امر کا مقتضی نہیں ہے بلکہ محتمل ہے
 نوٹ مقتضی کا دوسرا نام موجب ہے اور مقتضی یقینیت اور غیرینے کے ثابت ہو جاتا ہے
 یقین محتمل نیت اور قرینے کے ساتھ ثابت ہوگا

۳) بعض حضرات کے نزدیک امر بالفعل نہ تو تکرار کا تقاضا کرتا ہے نہ ہی تکرار کا احتمال رکھتا ہے
 لیکن اگر امر کسی شرط کے ساتھ معلق ہو یا کسی قید کے ساتھ عقید ہو تو شرط
 یا قید میں تکرار کی وجہ سے امر میں بھی تکرار ہوگا
 شرط کے مثال: فان كنتم جنبا فاطمرو اگر جنابت میں تکرار ہوگا تو طہارت میں بھی
 قید کے مثال: انرا نیتہ والرائی فاجلدو جب زانی زانیہ قید کے ساتھ عقید ہوں تو
 کوڑے مارو اب جب جب زانیہیں تب تب کوڑے مارو لہذا قید میں تکرار تو امر میں بھی
 تکرار ہوگا ورنہ ان کا مذہب ثابت ہے

۴) احناف کے = امر بالفعل نہ تکرار کا تقاضا کرتا ہے نہ تکرار کا احتمال دکھاتا ہے
 عام ہے کہ کسی شرط کے ساتھ معلق ہو یا نہ ہو کسی وصف کے ساتھ عقید ہو یا نہ ہو
 ہر حال میں تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔

کتاب سے تکرار نہ ہونے کی مثالیں
 ۱) کسی شخص نے کہیں کو کہا کہ میری بیوی کو طلاق دے تو میں نے طلاق دے دی
 اب موکل نے دوبارہ اسی عورت سے نکاح کر لیا اب وکیل ایسی امر کے ذریعے دوبارہ
 طلاق نہیں دے سکتا کیونکہ امر بالفعل تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔

۲) کسی شخص نے کہیں کو کہا کہ دعا کر میری اب ایک مرتبہ کروا دے دوسری مرتبہ نہیں
 کیونکہ درج امر سے تکرار کا تقاضا نہیں کرتا
 ۳) کسی مالک نے غلام کو کہا کہ تیرا بیٹا دعا کر اب ایک مرتبہ یعنی ایک بار دے کرے
 گا تو دوسری کا مجاز نہیں ہے

لازم الامر بالفعل سے مرسل کی تمیز کے تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔
 امر بالفعل یہ فعل کے ثبوت کی طلب کے لیے آتا ہے اختصار کے طریقے پر
 جسے اثریت یہ مختصر ہے اور فعل کے ثبوت کی طلب بھی ہے
 اب اقرب یہ مختصر ہے اِفْعَلْ فِعْلُ الْقَرَبِ سے
 دریل کلام مختصر اور مطلق یہ حکم میں برابر ہیں۔
 وہ اس طرح کہ کلام مطلق یہ مصدر پر مفعول ہے اِفْعَلْ فِعْلُ الْقَرَبِ
 اور مصدر فرد سوائے ہے اور فرد افراد سے مرکب نہیں ہوتا اور فرد کی ضرورت
 عدد اور عدد افراد سے مرکب ہوتا ہے تو فرد میں عدم ترکیب اور عدد
 میں ترکیب = ترکیب اور عدم ترکیب یہ اس میں مضامین ہیں اور عدد اور تکرار
 ایک ہی چیز ہیں جب فرد عدد میں تقاضا ہے تو فرد اور تکرار میں
 بھی تقاضا ہے لہذا کلام مطلق مصدر فرد ہے تو تکرار کا تقاضا نہیں
 کرے گا تو اجماع طرح کلام مختصر بھی تکرار کا تقاضا نہیں کرتا تکرار کا احتمال
 دیکھنا تو ضرورت کی بات ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ امر بالفعل یہ
 تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔

→ ۵۵ ←

لَحْظُ الْأَمْرِ بِالْفِعْلِ = اِفْعَلْ رَبِّ مِثْلُ الْقَرَبِ کا حکم دینا مفعول معلوم کی
 جنس کا حکم ہے مضامین فرد جنس کی بھی شے کے ساتھ ماضی ہوتا ہے غرض
 اکم جنس = وہ ہے جو قلیل و کثیر پر بولا جائے
 حکم = اکم جنس یہ اطلاق کے وقت ادنیٰ کو شامل ہوتا ہے اور کمال جنس
 کا احتمال دیکھتا ہے گویا یوں کہ لہذا کو کہ احرف فرد اکم جنس کا
 مقتضی ہے اور کمال افراد اکم جنس کا محتمل ہے اور جو مقتضی ہو
 وہ بغیر نسبت کے ثابت ہوگا اور محتمل نہیں کے ساتھ ہی ثابت ہوتا
 ہے معلوم یہاں قلنا

(۱) اخرا حلف لا یرب۔ کسی نے قسم الٹا ڈالے کہ وہ باغی نہیں ہے گا تو جو
 سے چھوڑے وہ کہے پیسے سے جان بچا لے گا کیونکہ ادنیٰ قطعہ مقتضی ہے
 انکسیت ضرور ہے نہیں یا در تمام جہان کے باغیوں کے میں کر لے فحاش نہ ہوگا
 کیونکہ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ اور یہ محتمل ہے

یہ لفظ اقلنا = جب تک مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اسے آپسے کو طلاق دے عورت نے کہا میں نے طلاق دیا لیکن طلاق فوراً واقع ہو جائے گی کیونکہ طلاق اسم جنس ہے ادنیٰ فرد ایک طلاق ہے بغیر نیت کے واقع ہوگئے اگر نیت کی نیت کرے تو یہ بھی صحیح ہے

ولو قال لا فکس = اگر ہو کر نے کہیں کو کہا کہ میری بیوی کو طلاق دے اسے کہیں ایک طلاق دے گا اگر ہو کر نے تین کی نیت کرے تو وہ بھی واقع ہو جائے گا اگر دو کی نیت کی تو یہ صحیح نہیں کیونکہ اسم جنس ادنیٰ امر کے جنس کو شامل ہوتا ہے جبکہ دو طلاقیں نہ ہی آزاد عورت کے حق میں ادنیٰ ہیں نہ کل جنس لہذا دو کی نیت صحیح نہیں سکتی ہو کر کی منکوحہ اگر نوڈی ہے تو دو کی نیت کرنا صحیح ہے کیونکہ نوڈی کے حق میں 2 طلاقیں کل جنس ہیں۔

ایک طلاق تو یہ صورت میں ^{مکمل} صحیح ہے یا حی یا قیوم نیت کرے
ولو قال لہبہ = اگر ہو کر نے غلام سے کہا ترمج دے گا لیکن عورت سے شادی کرے گا یا اسے اگر دو کی نیت کرے تو یہ بھی صحیح ہے کیونکہ غلام کے لیے دو عورتیں ایک وقت رکھنا اس کے حق میں کل جنس ہے کیونکہ آزاد کے مقابلے میں غلام لفف کا حقدار ہوتا ہے

← ۵۶ →

ولا یتأتا = یہ عبادت سوال مقدار کا جواب ہے

سوال = جب امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا تو عبادت میں تکرار کیوں ہے اقبمو تو ایسے سرنیہ فرمایا ہے فلم کے اعتبار سے سب غازیں روز بروز تو عبادت میں تکرار کیوں ہے = عبادت میں تکرار امر کے وجہ سے نہیں ہے بلکہ عبادت میں تکرار عبادت کے اسباب کے وجہ سے وہ اسباب جن کے وجہ سے مہربے ثابت ہو جاتے ہیں جیسے ظہر کے نماز اسے کا سبب وقت ہے اب وقت میں تکرار کے وجہ سے عبادت میں تکرار ہے امر کے وجہ سے نہیں ہے اسی طرح زکوٰۃ کا سبب حوالان حوالے سال کا گزرنے کا سبب ہے جب جب سال گزرتا جائے گا زکوٰۃ واجب ہوتی جائے گی اسی طرح حج کا سبب بیت اللہ اور وہ ایک ہے اس میں تکرار نہیں تو حج میں بھی تکرار نہیں ہے زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے لہذا تکرار اسباب کے وجہ سے ہے

والا صر طلب ادا نہ ہو جب یہ عبارت کوال مقدر کا جواب ہے

سوال ہے تم کہتے ہو عبادات کا مروجہ ہے کہ جب سے تو پھر اس کا

صنف کسی ہے۔۔۔ جیسے ظہر کی غازی واجب ہے وقت کی وجہ سے تو اسکو کسی ہے

رج = امر اسے ادا کو طلب کرنے کے لئے آتا ہے جو اسکے فرض میں سبب مایل

کے وجہ سے واجب ہوئی ہے نہ کہ اسے واجب مروجہ ثابت ہو رہا ہے

اور میں سابق وقت میں اس نے اگر اس کو دوبارہ طلب کیا ہے تو امر سے مروجہ نہیں ہو

دوسرے فقہوں میں مروجہ در وسط ہے کا بتواتر ہے نفس مروجہ کا مروجہ ادا

نفس مروجہ ہے محض سبب کی وجہ سے نفس مروجہ ثابت ہو جاتا ہے

مروجہ ادا ہے = امر کہ وجہ سے واجب ادا ثابت ہو جاتا ہے

جیسے بالغ اور مستتر ایسی میں بھی کرتے ہیں تو عقد بے سے ہیں نفس مروجہ

نفس تحت واجب ہو جائے گی بارہ جب وہ اکر ثمن المبیع کے کا کہ تو

ادا کر مبیع کا ثمن تو امر کہ وجہ سے قیمت دینا واجب ہو جائے

زواج فروج نکاح کرتے ہیں تو عقد نکاح سے ہیں نفقہ واجب ہو جائے گا

لیکن جب قاضی یا نکاح خواہ کے اکر نفقة الزوجه تو امر کہ وجہ

کا نفقہ تو اس امر سے نفقة دینا واجب ہو گا

اب ظہر کا وقت داخل ہوا اس وقت سے ہیں مکلف پر ظہر کا مروجہ ثابت

ہو گیا جب اللہ پاک کا امر استحوذ الفلوة آیا تو امر کی وجہ سے نماز کو

ادا کرنا واجب ہو گیا پتہ ملا کہ وقت صرف میں رہا امر کے

لانے امر اس کو واجب ثابت کر دیتا ہے

رحم الامر لما كان يتناول الحنسی یہ عبارت کوال مقدر کا جواب ہے

سوال ہے جس طرح عبادات کے نفس مروجہ میں تکرار سے ایک طرح

عبادات کے مروجہ ادا میں بھی تکرار سے اب وجوب احاد میں تکرار

تو امر کہ وجہ سے ہے لہذا امر تو تکرار کا تقاضا کر رہا ہے

رج = امر یہ جنس کو شامل ہے امر جنس قبیل و کثیر بر سببی آتی

ہے مطلب یہ ہوا کہ بندے پر جب ایک ہے واجب ہو تو اسکے تمام افراد

واجب ہوتے ہیں فرد نماز سے تمام نمازوں کا ضروری نہیں ہوتا ہے

بھلا کلام اُنہی مختصر ہے اُنہی مطلق کلام مختصر ہے افسوس اور مطلق افسوس

مَعْلُ الصَّلَوةُ = ابء طول کلام مصدر بر فتن سے اور مصدر صغیر یعنی پھوٹی سے اور

جنس فرد بتوایے فرد کچھ دیکھیں ہیں ۵ صفیقے فرد جسے ایسا نماز

(۲۵) حکمی خرد: جیسے سرکاری زندگی میں ملکی اور فرد کی فکر کرے فنانس میونسپلٹی اور اس کے

تکرار ک صرف جیسے نہیں لیتا مروجہ ادا میں تکرار امر کی وجہ سے نہیں

بکہ سب سابق میں دے کہ جب جب سب آتا جائے واجب آفر ہے نہایت

سہواریہ شہزادہ حسن کو شامل ہے تو تمام افراد ہندو ملک کے تحت تدار ہیں

بلکہ سب کا مسبب لغز ادا کر رہے ہیں

مثال: حب عرقہ آیا تو طہر را حب حب اسرا آیا تو ابہ ادا را حب حب لنگر را حب

جب سبب آیا یہ تہ تیہ ہیں محبوب ادا میں تکرار سے اس کا تو ایسا ہی ہے تہہ کہہ رہے

۵۷

فصل الماحور به نونا

عامورہ کی تعریف = امر سے جو چیز ثابت ہو اسکو عامورہ کہتے ہیں

اسکی دو حصے ہیں ۵ مطلق عن الوقت ۱۲ مقید بالوقت

مطلع عن الوقت = وہ بے کمر شریعت کی طرف سے اسلامی احکام کے لئے کوئی خالص

مرقد مقبرہ میر بک صاحب بہن مکلف اجازت سے معاذ اللہ

مصدقہ بالوقت = یہ کہ یہ بہت سی طرح سے اس کی اور اس کی بے کوئی خاص وقت

مقرر ہو اگر اسی وقت میں ادا کریں تو اداریہ قضا ہوگا

مطلق بن الوقف کا حکم = مامور بہ کا احکام واجب ہے تراخی پر جب بھی ادا کرے ادا ہے

ہوگا اگرچہ بچاؤں کے بعد بھی ادارے ادارے بن رہے ہیں کہ وہ زندگی میں

فوت سے نہ رہو۔ رسولؐ یہاں قال محمدؐ محمدی الصامع

امام محمد علیہ السلام جب کبیر میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے سنت مانی نہ وہ وہاں

ماہ امتکاف کرے گا لہذا اسے کھانا کڑے کہ وہ کسی بھی مہینے میں امتکاف کرے اسکا

استکاف ادا ہی ہو گا کیونکہ اس نے مطلق رکھا اور مطلق کا علم نہیں ہے

اور کوئی شخص منت و منتا ہے کہ میں ایک ماہ کے روزے رکھوں گا اب کسی نہیں

فیض کے درویش رکھ لے تو جائز ہے مضافاً بھی نہ ہونگے نہ گناہگار ہوگا بلکہ بے

مطلقاً